﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۲۵/جون ۲۰۰۴ء | ۶/جمادی الاوّل ۱۴۲۵ہجری قمری ۲۵/احسان ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۲۶

حرص دنیا کا خوف

حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

خدا کی قسم مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کی حرص وطمع میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرو گے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی غزوہ احد)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اس وقت اسلام شہیدان کربلا کی طرح دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے

’’اس صدی میں اگران رسالوں اوراخباروں اورکتابوں کو جو اسلام کے خلاف لکھے گئے ہیں، ایک جگہ جمع کرو تو ان کا اونچا ڈھیر کئی میل تک چلا جاوے بلکہ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ یہ اونچا ڈھیر دنیا کے بلند ترین پہاڑوں کی اونچائی سے بھی بڑھ جاوے اور اگران کو برابر سطح پر رکھا جاوے تو کئی میل لمبی لائن ہو۔ اس وقت اسلام شہیدان کربلا کی طرح دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے اور اس پر بھی افسوس ہے کہ مخالف کہتے ہیں کہ کسی شخص کی ضرورت نہیں۔ ہم مجادلہ کرنے والے سے بات کرنا نہیں چاہتے اور اس سے بحث کرنا بجز تضیع اوقات اور کچھ نہیں ہے۔ ہاں جو طالب حق ہو وہ ہمارے پاس آئے اور یہاں رہے اور پھر ہر طرح اس کی تسلی اور اطمینان کو تیار ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ پائے نہیں جاتے بلکہ مخالف تو دو چار دس منٹ میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ گویا مذہبی قمار بازی ہے اس طرح پر حق کھل نہیں سکتا۔ آپ خود سوچیں کہ عیسائیت اسلام کو مغلوب کرنے کے واسطے کس قدر زور لگا رہی ہے کلکتہ کے بشپ نے لندن جا کر جو تقریر کی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ کوئی آدمی گورنمنٹ انگلشیہ کا سچا خیر خواہ اور وفادار نہیں ہو سکتا جب تک وہ عیسائی نہ ہو۔ ایسی تقریروں اور بحثوں سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عیسائی بنانے کے لئے کس قدر کوشش یہ لوگ کرنی چاہتے ہیں اور ان کی نیت میں کیا ہے؟ وہ صاف چاہتے ہیں کہ کوئی مسلمان نہ رہ جاوے۔ عیسائی مشنریوں نے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے کہ جس قدر اسلام ان کی راہ میں روک ہے اور کوئی مذہب ان کی راہ میں روک نہیں ہے مگر یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے غیور ہے اس نے سچ فرمایا ہے۔ ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۱۰) اس نے وعدہ کے موافق اپنے ذِکْر کی محافظت فرمائی اور مجھے مبعوث کیا اور آنحضرت ﷺ کے وعدہ کے موافق کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتا ہے اس نے مجھے صدی چہاردہم کا مجدد کیا۔ جس کا نام کاسر الصلیب بھی رکھا ہے۔ اگر ہم اس دعویٰ میں غلطی پر ہیں تو پھر سارا کاروبار نبوت کا ہی باطل ہوگا اور سب وعدے جھوٹے ٹھہریں گے اور پھر سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ بھی جھوٹوں کی حمایت کرنے والا ثابت ہوگا (معاذ اللہ) کیونکہ ہم اس سے تائیدیں پاتے ہیں اور اس کی نصرتیں ہمارے ساتھ ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم۔ ص ۳۷۰۔۳۷۱۔ جدید ایڈیشن)

بیہودہ وقت ضائع کرنا روحانیت کو مارنے والی چیز ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

’’......مومنوں کو متوکل بننا چاہئے، خصوصاً اولاد کو متوکل بنانا چاہئے۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے بہت سے لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ بیسیوں مرد، عورتیں، بچے نکمے رہتے ہیں۔ مَیں سالہا سال سے دیکھ رہا ہوں کہ بعض لوگوں کے لڑکے نہ پڑھتے ہیں اور نہ ہی کوئی اور کام کرتے ہیں۔ ماں باپ سمجھتے ہیں خدا تعالیٰ کھانے کو دے رہا ہے انہیں کھانے دو۔ لیکن اتنا نہیں سوچتے کیا خدا تعالیٰ نے یہ اس قدر وسیع نظام اور یہ تمام کائنات کھانا کھانے کے لئے ہی پیدا کی ہے۔ اس بوجھ کو تو کوئی بادشاہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کا بیٹا نکما رہے اور وہ خدا تعالیٰ کے سامنے یہ جواب دے کہ تُو نے کھانے کو بہت دے رکھا تھا اس لئے مَیں نے اپنی اولاد کو کسی کام پر لگانا مناسب نہیں سمجھا۔ قرآن کریم میں ﴿اَلْمَوْءٗ دَۃُ سُئِلَتْ﴾ آیا ہے اور وہ اولاد جسے کسی کام کا نہیں بنایا جاتا وہ بھی اسی ذیل میں آتی ہے۔ کھانے کے لحاظ سے تو گدھا یا بیل انسان سے بہت زیادہ کھا لیتا ہے مگر ان کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں بھیجا گیا، ان کے لئے قرآن نہیں اتارا گیا کیونکہ وہ دماغی طاقت جس پر انسان کی قیمت کا انحصار ہے ان میں نہیں۔ پس جو شخص اپنی اولاد کو کسی کام کا نہیں بناتا وہ ان کے جسم کو تو تکلیف سے بچاتا ہے مگر روح کو تباہ کر دیتا ہے، اولاد کی جڑیں کاٹ دیتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے سامنے انہیں لوگوں میں کھڑا ہوگا جن پر ﴿اَلْمَوْءٗ دَۃُ﴾ کا الزام ہوگا۔

بیہودہ وقت ضائع کرنا روحانیت کو مارنے والی چیز ہے اور جو انسان اپنی اولاد کو اس طرح تباہ کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو ضائع کرنے والا ہے اور یقیناً خدا تعالیٰ کا دشمن ہے۔ متوکل تو خدا تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے مگر ایسا نکمّا آدمی دنیا میں ایک تو بتاؤ جو خدا کا محبوب بن گیا ہو۔ بلکہ ایک ایسا انسان تو محبّ بھی نہیں بن سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ سے محبت بھی اسے نصیب ہو سکتی ہے جو وقت کی قدر جانتا ہو۔ اگر ایک آدمی خود بھی سُست رہے اور اولاد کو بھی سُست اور نکمّا رکھے تو وہ متوکّل نہیں بلکہ توکل کا سخت مخالف اور توکل کی جڑ کاٹنے والا ہے۔ ہمارے دوست جب وعدہ کر چکے ہیں کہ وہ دنیا میں ایک نئی جماعت بن کر رہیں گے اور دنیا میں ایک پاک تبدیلی اور انقلاب پیدا کریں گے تو انہیں چاہئے ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ کی روح اپنے اندر پیدا کریں۔ دوسروں سے زیادہ محنت کریں اور پھر نتیجہ کے لئے گھبرائیں نہیں بلکہ اسے خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

(خطبات محمود سال ۱۹۳۰ء۔ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۳۳۳۔۳۳۴۔ ناشر فضل عمر فائونڈیشن)

فرمودات خلفاء

آنحضرت ﷺ کی غیر معمولی قوت قدسیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی غیر معمولی قوت قدسیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’میں نے ہزاروں ہزار کتابیں پڑھی ہیں اور دنیا کے مختلف مذاہب کو ٹٹولا اور تحقیق کیا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی حیرت انگیز تبدیلی کوئی ہادی، پیغمبر، نبی، رسول اپنی قوم میں نہیں کر سکا جو ہماری سرکارؐ نے کی! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یہ چھوٹی سی بات نہیں۔ یہ بہت بڑی عظیم الشان بات ہے۔ اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کی قوّت قدسی اور تاثیر افاضہ برکات کا ایک زندہ نمونہ موجود ہے جس سے آپؐ کی شان اور ہمت اور علو مرتبت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ تیرہ سو سال کے بعد بھی اپنی تاثیریں ویسی ہی زبردست اور قوی رکھتا ہے جس سے ہم ایک اربعہ متناسبہ کے قاعدہ سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اس کی تاثیریں ابدی ہیں اور ابدالآباد کے لئے دنیا کا ہادی اور رسول ہے۔ اس وقت ہمارا امام زندہ نمونہ ہے ان برکات اور فیوض کا جس نے آکر ان فیوض اور برکات اور قدسی تاثیروں کا ثبوت دیا ہے جو صحابہ کی کامیاب قوم پر رسول اللہ ﷺ کی فیض صحبت سے ہوئیں۔ اگر دنیا میں کسی اور نبی کی برکات اور فیوض اس قسم کے ہیں تو پھر ہم ان کے ماننے والوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنی قوم کا تزکیہ کیا تھا تو اس کے ثبوت کے لئے آج کوئی مُزَکّی نفس پیش کرو۔ اوروں کو جانے دو، یسوع مسیح کو خدا بنانے والی قوم اس کی خدائی کا کوئی کرشمہ اب ہی دکھائے۔ مگر یہ سب مردہ ہیں جو ایک مردہ کی پرستش کرتے ہیں۔ اس لئے وہ زندوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

غرض دوسرا کام آنحضرت ﷺ کا یہ تھا کہ وہ آیات جو آپؐ نے پڑھ کر سنائیں۔ اپنے عمل سے اور اس کی تاثیروں سے بتا دیا کہ اس کا منشاء کیا ہے؟ منشاء بھی بتا دیا اور عمل کرا کر بھی دکھا دیا۔ کیونکہ کتاب پڑھنا اور اس کے مطالب ومنشاء سے آگاہ کر دینا کوئی بڑا کام نہیں۔ جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو کہ عمل کرنے کی روح پیدا ہو جاوے، کتاب کا پڑھنا بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ جب کہ کوئی سننے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک پڑھنے والا خود نہیں سمجھتا دوسروں کو سمجھا نہیں سکتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ پہلے تعلیمات صحیحہ آجاویں۔ پھر ان کو پہنچایا جاوے اور سمجھایا جاوے کہ کیسے عمل در آمد ہوتا ہے۔ یا خود کر کے دکھایا جاوے۔ یہ ضروری مسئلہ ہے۔ غور

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

پاکستان میں ظلم وستم کی تاریخ میں ایک بھیانک باب کا اضافہ کرتے ہوئے مسلم کی معروف و مستند تعریف کو نظر انداز کرتے ہوئے، خودساختہ تعریف و معیار بناتے ہوئے اور احمدیوں کی طرف غلط عقائد منسوب کرتے ہوئے، ایک خالصۃً مذہبی مسئلہ کو مذہبی طریق پر حل کرنے کی بجائے ایک سیاسی طریق اختیار کرتے ہوئے ایسے لوگوں کے سامنے پیش کرکے جو کسی طرح بھی فتویٰ دینے کے اہل نہیں تھے، احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیدیا گیا۔

اس ظالمانہ کارروائی میں احمدیوں کو یہ نقصان تو ضرور پہنچا کہ ان کی جانیں تلف کی گئیں۔ ان کے اموال تباہ کئے گئے۔ ان کی تجارتوں اور ملازمتوں کو نقصان پہنچا۔ ان کو ان کے جائز حقوق سے محروم کرکے ان سے دوسرے بلکہ تیسرے درجہ کے شہریوں کا سا سلوک کیا گیا اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ ہم احمدی یہ معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اور ان مظالم کو سہتے ہوئے دنیا بھر میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے فریضہ کی ادائیگی میں لگے رہے۔ مگر پاکستان عمل اور ردّعمل کے قدرتی چکر میں ظلم وستم کے ایسے شیطانی عمل میں پھنس گیا کہ امن و امان اور انصاف و سکون کے نام کی ہر چیز روبہ انحطاط ہوتی چلی گئی، مسجدیں اور امام بارگاہیں نمازیوں کے خون سے رنگین ہونے لگیں۔ بین الاقوامی سطح پر پاکستان ''دہشت گردی'' کے لئے مشہور و بدنام ہوگیا ہر بدنام زمانہ مفرور ''دہشت گرد'' پاکستان سے ملنے لگا۔

روزنامہ جنگ کی مندرجہ ذیل خبر اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس میں غیر ذمہ دار مفتیوں اور غلط فتووں کے نقصان کا ذکر ہے اور اسی طرح مسلمان کی وہ سادہ مگر مکمل تعریف بھی موجود ہے جو خود بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ ظلم وستم کی نحوست سے نجات پانے کے لئے صحیح سمت کی طرف یہ پہلا قدم ہے۔ خدا کرے کہ غیر ذمہ دار مفتیوں کے سراسر غلط فتاویٰ اور ان کے نتیجہ میں پاکستان کو پہنچنے والے ناقابل تلافی نقصان کو کم کرنے کی کوشش میں کامیابی ہو اور پاکستان کامیابی و ترقی کے رستہ پر گامزن ہو۔

''اتحاد العلماء کے زیر اہتمام گزشتہ روز برمنگھم کی مرکزی مسجد میں جہاد، بنیاد پرستی اور فتاویٰ کے حوالے سے ایک اہم اجلاس ہوا۔ اجلاس میں جمعیت اہلحدیث برطانیہ، یوکے اسلامک مشن، جمعیت علماء برطانیہ، کنفیڈریشن آف سنّی مساجد، دعوۃ الاسلام، نارتھ انگلینڈ مساجد کونسل، مسلم کونسل آف بریٹن، ریجنٹ پارک لندن، مجلس ختم نبوّت، معارف امام شیعہ کمیونٹی، مسلم یونائیٹڈ، برسٹل کے نمائندہ اور نامور علماء نے بھرپور شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت معروف عالم دین مولانا عبد الہادی العمری نے کی۔ اجلاس میں مسلمانوں کے اندر بڑھتی ہوئی انتہاء پسندی اور مسلمانوں پر دہشت گردی کے الزامات سمیت بعض عناصر کی جانب سے کافر اور مرتد کے فتووں پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ اس وقت دنیا بھر میں اور خصوصاً مغربی ممالک میں مسلمان انتہائی نازک دور میں سے گزر رہے ہیں۔ جس کی مختلف وجوہات ہیں۔ اجلاس میں اس بات پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا کہ بعض اصطلاحات کا ملکی اور بین الاقوامی میڈیا میں غلط استعمال کیا جارہا ہے جیسے جہاد، شہادت اور اسلامی دہشت پسندی وغیرہ حالانکہ جہاد ایک مقدس اصطلاح ہے۔ نیز جہاد کا بنیادی مقصد ظلم وستم کا خاتمہ اور عدل و انصاف کا نظام نافذ کرنا ہے جبکہ دہشت گردی ظلم وستم کو پروان چڑھاتی ہے۔ اجلاس میں حکومتی ذمہ داران کی وضاحت کی تعریف کی گئی جس میں انہوں نے ان اصطلاحات کی تدارک کا وعدہ کیا ہے کہ آئندہ ''مسلم دہشت پسند'' یا ''مسلم بنیاد پرستی'' وغیرہ کلمات سے احتیاط برتی جائے گی۔ اجلاس میں مسلم کمیونٹی کے بعض افراد میں انتہاء پسندی اور شدت پسندی کے رجحانات پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا اور اس کی وجوہات علم دین کی کمی سمیت معاشرے میں ظلم کے نظام اور احساس محرومی کو ٹھہرایا گیا۔ فتویٰ کے حوالے سے اجلاس میں کہا گیا کہ فتویٰ دینا ایک اہم ذمہ داری ہے جس کا ہر شخص مجاز نہیں ہوسکتا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب کہ ہزاروں صحابہ کرام موجود تھے صرف چند ہی صحابہ کو مختص کیا گیا تھا کہ یہی حضرات فتویٰ دینے کے مجاز ہوں گے۔ مفتی کے لئے سخت شرائط ہیں۔ اجلاس میں کہا گیا کہ غیر مجاز افراد کے فتویٰ کی کوئی قانونی یا اخلاقی حیثیت نہیں۔ اس کے لئے اہل مسلم کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ کسی بھی شخص کو جو خود کو مسلمان کہتا ہو اور شعائر اسلامی کا حتی الامکان پابند ہو کافر کہنا غلط ہے۔ حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ ''اپنے کسی بھائی کو کافر کہنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے اور مومن پر لعنت بھیجنا بھی اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔'' (صحیح بخاری) اور فرمایا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر قرار دے اور وہ واقعی کافر ہو تو ٹھیک ورنہ وہ خود ہی کافر ہوگا۔ (ابوداؤد) امام غزالی نے فرمایا کہ کسی کو کافر بنانے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ توحید کا اقرار کرنے والے مسلمان کا خون سخت گناہ ہے۔ اور ایک ہزار کافروں کو چھوڑ دینا آسان ہے بہ نسبت ایک مسلمان کا خون ناحق بہانے سے (فتح الباری) اگر کوئی شخص ایمان کا احترام کرے اور پھر شعائر کی پابندی کرے تو وہ مسلمان ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ''جو ہماری طرح نماز ادا کرے اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ مسلمان ہے اور اس کا ذمہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ہے۔ (بخاری) آخر میں اجلاس میں مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ردّعمل کی کیفیت اور ایسے بیانات اور تبصروں سے اجتناب کریں جس کو بنیاد بنا کر مختلف ادارے اپنے مخفی ایجنڈہ کی تکمیل کرسکتے ہیں۔ اگر کسی مسئلے میں کوئی نصیحت یا اصلاح کی ضرورت محسوس کی جائے تو اسلامی آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نصیحت اور اصلاح کا کام انجام دیا جاسکتا ہے۔ جس سے اصلاح کا مقصد بھی حاصل ہو جائے اور منفی اثرات سے بھی بچا جاسکے۔ مسلمان مقامی مسائل میں دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملکی ترقی میں بڑھ کر حصہ لیں۔'' (روزنامہ جنگ۔۱۸ مئی ۲۰۰۴ء)

احمدیوں کو اپنے ایمان و اسلام کی تائید و تصدیق کے لئے نہ تو کسی فتویٰ کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کی پرواہ۔ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اور تائید و نصرت ہی ہمارے لئے کافی ہے ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

(عبدالباسط شاہد)

خوش آمدید

(استقبالیہ گیت)

(حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ ہالینڈ میں بابرکت شرکت کے موقع پر تحریر کیا گیا)

اے ارضِ گُل و آب مبارک ہو مبارک
رکھے ہیں قدم حضرتِ مسرور نے تجھ پر
ساتھ اپنے لئے روشنی و رحمت و برکت

شہزادۂ عالم ترا مہمان ہوا ہے
یہ خواب نہیں تیری فضا خواب نما ہے
یزداں نے انوکھی تجھے بخشی یہ سعادت
اے ارضِ گل و آب مبارک ہو مبارک
رکھے ہیں قدم حضرتِ مسرور نے تجھ پر
ساتھ اپنے لئے روشنی و رحمت و برکت

مخلوق خدا کے لئے دل اس کا کشادہ
مولیٰ سے مگر پیار اسے سب سے زیادہ
اور پیارا بہت خود بھی ہے وہ پیکرِ شفقت
اے ارضِ گل و آب مبارک ہو مبارک
رکھے ہیں قدم حضرتِ مسرور نے تجھ پر
ساتھ اپنے لئے روشنی و رحمت و برکت

اس بحر معارف پہ لٹا اپنے سمندر
قدموں پہ بہا اس کے کوئی اشکِ منوّر
ابھرا ہے افق پر ترے خورشید خلافت
اے ارضِ گل و آب مبارک ہو مبارک
رکھے ہیں قدم حضرتِ مسرور نے تجھ پر
ساتھ اپنے لئے روشنی و رحمت و برکت

یہ روشنی جو سورۃ اَلنُّور سے پھوٹی
یہ روشنی جو وقت کے سیندور سے پھوٹی
پھر چمکی تری مانگ میں اے کشتۂ ظلمت
اے ارضِ گل و آب مبارک ہو مبارک
رکھے ہیں قدم حضرتِ مسرور نے تجھ پر
ساتھ اپنے لئے روشنی و رحمت و برکت

جس رہ سے بھی وہ گزرے مری آنکھیں بچھا دے
دل چیر کے میرا مرے دلبر کو دکھا دے
میں ہوش میں کب ہوں کہ کہوں حالِ محبّت
اے ارضِ گل و آب مبارک ہو مبارک
رکھے ہیں قدم حضرتِ مسرور نے تجھ پر
ساتھ اپنے لئے روشنی و رحمت و برکت

آتی ہے کہاں روز ملاقات کی ساعت
ملتی ہے نصیبوں ہی سے دیدار کی راحت
یہ راحت نایاب ہے عُشّاق کی دولت
اے ارضِ گل و آب مبارک ہو مبارک
رکھے ہیں قدم حضرتِ مسرور نے تجھ پر
ساتھ اپنے لئے روشنی و راحت و برکت

جمیل الرحمن (ھالینڈ)

پہلی صدی کے مجدد
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
۶۱ھ - ۱۰۱ھ

(تحریر: نصیر احمد انجم۔ صفدر نذیر گولیکی)

''ہر وہ بدعت جسے اللہ میرے ہاتھ سے میرے گوشت کے ٹکڑے کے عوض مردہ کردے اور ہر وہ سنت جسے اللہ میرے ہاتھ پر قائم کردے یہاں تک کہ اس کا انجام میری جان پہ ہو تو میرے لیے یہ آسان ہے''۔ ۱

(ارشاد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''پس یاد رکھو کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہوسکتا وہ خدا کی راہ ہے۔ دنیا کی شاہراہ ایسی ہے جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے سلطنتوں تک کو چھوڑ دیا آخر بیوقوف نہ تھے۔ جیسے ابراہیم بن ادھم، شاہ شجاع، شاہ عبدالعزیز جو مجدد بھی کہلاتے ہیں حکومت، سلطنت اور شوکت دنیا کو چھوڑ بیٹھے۔ اس کی یہی وجہ تو تھی کہ ہر قدم پر ایک ٹھوکر موجود ہے۔ خدا ایک موتی ہے اس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی اشیاء کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ ان کے دیکھنے کیلئے اسے طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس خدا کی معرفت چاہو اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اسی میں ہے''۔ ۲

خلافت راشدہ کے بعد نیم تربیت یافتہ مسلمانوں اور غیر عربی اقوام میں جاہلی رجحانات عود کر آئے تھے۔ تفاخر و عصبیت کی روح جس کو اسلام نے شہر بدر کر دیا تھا اور جو بادیہ عرب میں پناہ گزیں تھی، پھر لوٹ آئی۔ قبائلی غرور، خاندانی جنبہ داری، اعزہ پروری اب دوبارہ محاسن میں شمار ہونے لگے تھے۔ بیت المال خلیفہ کی ذاتی جاگیر بن گیا تھا۔ پیشہ ور شعراء، خوشامدی درباریوں اور آبرو باختہ مصاحبین کا ایک طبقہ پیدا ہو گیا تھا۔ جس پر امت مسلمہ کی دولت بے دریغ صرف ہو رہی تھی۔ معترضین کا ایک طبقہ معرض وجود میں آ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے زخم خوردہ جاہلیت اپنے فاتح حریف سے چالیس سالہ شکست کا انتقام ایک ہی دن میں لینا چاہتی ہے۔ اسلام غریب الدیار ہو رہا تھا۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کے اختتام کے بعد ''مُلْکاً عَاضًّا'' کا دور دورہ تھا۔ طاؤس و رباب، رقص و سرود اور مئے و معشوق مسلم حکمرانوں کے دربار کی رونق تھے۔ انہیں ملک کی گرتی ہوئی اخلاقی حالت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اور ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ'' کے تحت عوام کالانعام ہو رہے تھے۔ مسجدیں ویران ہو رہی تھیں۔ بدعات بڑھ رہی تھیں۔ امت مسلمہ کی اخلاقی حالت پستی کے عمیق گڑھوں میں سسکیاں لے رہی تھی۔ ۶۱ھ میں تاریخ اسلام کا وہ جاں گسل واقعہ رونما ہوا جس کے باعث اہل اسلام کی گردنیں قیامت تک شرم سے جھکی رہیں گی۔ مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتلِ عام کی مثالیں بھی موجود تھیں، غلط فتوے بھی دیے جاتے تھے۔ لیکن چشم فلک نے یہ کبھی نہ دیکھا تھا کہ یزید پلید جیسا شخص خلیفۃ المسلمین نامزد کیا جائے۔ قاضی شُریح جیسا بدبخت قتل حسین علیہ السلام کا فتویٰ ایک اشرفیوں کی تھیلی پر جاری کرے۔ ۱۰ر محرم کی شام مسلم دُنیا کیلئے کتنی سیاہ شام تھی ۔ جب امام المعصومین، سیّد الشہداء، نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، فرزند علیؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر سجدہ ریز ہونے کی حالت میں سنان بن انس نے تن سے جدا کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہمارا وجدان ششدر ہے اور ہماری نظر کوتاہ ہے اس بات کے ادراک سے کہ کوفے والے کیسے مسلمان تھے جن کے دلوں میں محبت رسول اور آل رسول اتنی سرد ہو چکی تھی کہ ایک چنگاری بھی سلگ نہ سکی۔ وہ معصوم جسے رسول نے اپنا محبوب، سردار بہشت اور جنت کی خوشبو قرار دیا تھا بیدردی سے شہید کر دیا گیا۔ یقیناً اس المناک واقعہ پر آسمان بھی گریہ کناں ہوا ہوگا، زمین نے بھی فریاد کی ہوگی مگر وہ پتھر دل ''مسلمان'' ٹس سے مس نہ ہوئے غفلت کے لحاف اور گمراہی کی دبیز اوڑھنیاں ان پر طاری رہیں۔ وہ رسول جو عالمی رواداری کا علمبردار تھا جو دشمنوں کیلئے بھی بارانِ رحمت تھا اس کی طرف منسوب ہونے والوں نے جگر گوشہ رسول کو پانی پینے سے روک دیا۔ سخت پیاس کی حالت میں جب آپ دریائے فرات کی طرف بڑھے تو پانی کی بجائے سنسناتے تیر نے آپ کا استقبال کیا۔ چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا، اس طرح زخموں سے چور اور نڈھال وجود کو ظالموں نے تیروں و تلواروں سے شہید کر دیا۔

امت محمدیہ انتشار کا شکار تھی۔ مروان کے زمانے میں ایک طرف توابین کا خروج تھا تو دوسری طرف مختار بن ابی عبید ثقفی ظاہر ہو چکا تھا جس نے خود کو مہدئ وقت ظاہر کیا اور قتل حسین کے نام پر بہت سے بے گناہوں کے سر قلم کرا دئے۔ جو عرب اس کے مقابل اُٹھے انہیں قتل کرا دیا۔ خوارج الگ فتنہ بن کر ظاہر ہو چکے تھے۔ یوں امت میں متعدد فرقے تھے جن میں سے ہر ایک دوسرے کی جان کا دشمن تھا۔ حالت اتنی دگرگوں تھی کہ حرم مقدس جہاں گھاس کے سوا کسی درخت کو کاٹنا بھی ممنوع تھا وہاں جنگ و جدل شروع ہو چکا تھا اور انسان گاجر مولی کی طرح کٹ رہے تھے۔ ''حجاج'' نے حرم پر سنگ باری کرائی جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ ۳

۷۰ھ میں عبدالملک کے زمانے میں رومیوں نے شام پر حملے کا ارادہ کیا۔ ادھر اندرون ملک ابن زبیر خطرے کا الارم بنا بیٹھا تھا۔ تب مسلمان ملک کے خلیفہ نے ہزار دینار فی ہفتہ تاوان پر رومیوں سے صلح کر لی...... حجاج کے ظلم و ستم کی تو طویل داستان ہے۔ ابن زبیر اور سعید بن جبیر جیسے نڈر، بیباک اور صاف گو صحابہ کو شہید کرا دیا۔ بعض بزرگ صحابہ کو کوڑے لگائے گئے۔ جوہر ناشناسی اور بے قدری کا یہ عالم تھا کہ محمد بن قاسم اور موسیٰ بن نصیر جیسے عظیم جرنیلوں کو ذاتی عناد کی بناء پر ہلاک کرا دیا گیا۔ اور موسیٰ بن نصیر کے بیٹے عبدالعزیز کا یہ حال تھا کہ اس نے ''راڈرک'' کی بیوہ سے نکاح کر لیا تھا۔ وہ اس کی زلف دوتا کا اسیر تھا۔ اس کی خواہش کے مطابق اس نے دروازہ چھوٹا بنوایا تا کہ لوگ جھک کر اس کی بیوی کے سامنے آئیں، گویا اس کو سجدہ کریں۔ عبدالعزیز کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عیسائی ہو گیا تھا۔ اموی بادشاہ نماز تاخیر سے پڑھاتے تھے۔ بلکہ صحابہ کہا کرتے تھے قَدْ ضُیِّعَتِ الصَّلٰوۃُ۔ لوگ سنت رسول سے بیگانہ ہوئے جاتے تھے۔ خطبات میں حضرت علیؓ کے خلاف زبانِ طعن دراز کی جاتی تھی اور سب و شتم سے کام لیا جاتا تھا۔ گویا دین ملاّ کی میراث بن کر رہ گیا تھا۔

یہ وہ سنگین و پر آشوب حالات تھے جو زبانِ حال و قال سے ایک مصلح کا مطالبہ کر رہے تھے۔ تب خدا نے دین کی تجدید کرنے کا اپنا وعدہ پورا کیا اور ۹۹ ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے وجود میں مسلمانوں کو ایک مجدد عطا کیا جنہوں نے فاروقی عہد کی یاد تازہ کر دی۔ ۴

ولادت و نسب

آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بانیٔ سلطنت بنواُمیہّ مروان کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ اُمِّ عاصم حضرت عمرؓ بن خطاب فاروقِ اعظم کی پوتی تھیں۔ فاروقیت اور امویت کے اس سنجوگ کے نتیجہ میں ایک جوہر قابل ظاہر ہوا جس نے خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی۔

خلافت سے قبل

چونکہ آپ شاہی خاندان کے فرد تھے اس لیے زندگی عیش و تنعم سے لبریز تھی۔ آپ کی تعلیم و تربیت بڑے اہتمام سے ہوئی۔ مشہور محدث صالح بن کیسان آپ کے نگران مقرر ہوئے۔ خوش لباسی اور نفاست پسندی کا یہ حال تھا کہ جس لباس پر ایک دفعہ کسی کی نظر پڑ جاتی دوبارہ اسے استعمال نہ کرتے۔ داڑھی پر عنبر چھڑکتے تھے۔ رجاء بن حیوۃ کا بیان ہے کہ آپ اپنے زمانے کے سب سے زیادہ خوش لباس، معطر اور تبختر کی چال چلنے والے تھے۔ ۵

بشارت

حضرت عمرؓ بن خطاب فرمایا کرتے تھے کہ میری اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کے چہرے پر داغ ہوگا اور وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ ۶

یہ پیشگوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے وجود میں پوری ہوئی۔ چہرے پر داغ بھی تھا اور عدل پھیلانے کا عزم بھی شروع سے ہی کر رکھا تھا۔ جب ولید نے انہیں مدینہ کی گورنری پیش کی تو انہوں نے اس شرط پر اسے قبول کیا کہ میں دوسرے عمّال کی طرح کام نہیں کروں گا۔ ولید نے اسے منظور کیا۔ ۷

سریر خلافت پر آنے کے بعد

اللہ تعالیٰ نے آپ سے احیائے دین کا کام لینا تھا اس لیے ماہ صفر ۹۹ھ میں آپ خلیفہ بنے اور خلافت کے بعد آپ کی زندگی یکسر بدل گئی۔ اب آپ عمرؓ بن خطاب کے جانشین نظر آتے تھے۔ آپ کی زندگی میں ابوذر غفاریؓ کا سا زہد نظر آتا تھا۔ جب اپنے پیش رو سلیمان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر آ رہے تھے تو آپ کو شاہی سواریاں پیش کی گئیں۔ آپ نے انہیں خالی واپس لوٹا دیا اور فرمایا مجھے میرا خچر ہی کافی ہے۔ ۸

یوں آپ کی زندگی میں ایک انقلاب بپا ہوا۔ آپ کی عیش پرست زندگی پر موت وارد ہوئی اور ایک نئے وجود نے جنم لیا جو ایک دینی رہنما اور مجدد اسلام کی تمام خصوصیات اپنائے ہوئے تھا۔ جب آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو آپ نے آغاز خلافت میں تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے فرمایا:-

یَآاَیُّھَاالنَّاسُ انہ لَیْسَ بَعْدَ نَبِیِّکُمْ نَبِیٌّ وَ لَیْسَ بَعْدَ الْکِتَابِ الَّذِی اُنْزِلَ عَلَیْکُمْ کِتَابٌ ... اَلآ اَنِّی لَسْتُ بِقَاضِی وَ اِنَّمَا اَنَا مُنَفِّذ اَلآ وَلَسْتُ بِمُبْتَدِع وَلٰکِن مُتَّبِع۔ ۹

یعنی اے لوگو! تمہارے نبی کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے اور جو کتاب اس پر اتاری گئی ہے اس کے بعد دوسری کوئی کتاب آنے والی نہیں ہے۔ ۔۔۔ میں (اپنی طرف سے) کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہوں بلکہ صرف احکام الٰہی کو نافذ کرنے والا ہوں۔ خود اپنی طرف سے کوئی بدعت پیدا کرنے والا نہیں بلکہ محض پیرو ہوں۔

اور واقعتاً دو سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے احکام الٰہی کو نافذ کیا۔ بدعات کا خاتمہ کیا، امراء و عمال کا احتساب کیا اور بگڑے ہوئے دین کی اصلاح کر دی۔

وفات

آپ بڑے شکیل تھے۔ رنگ گورا اور چہرہ وجیہ تھا۔ خلافت کی کل مدت دو سال پانچ ماہ تھی۔ ۱۰۱ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس بات کے قرائن موجود ہیں کہ آپ کے خاندان والوں نے زہر دے کر آپ کی زندگی کا خاتمہ کیا۔ دیر سمعان میں دفن ہوئے۔ چالیس برس عمر پائی۔ آپ کی چار بیویاں اور پندرہ بچے تھے۔

تجدید دین

آپ نے جو تجدیدی کارنامے کیے مختلف اطوار سے ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

تدوین حدیث

آپ کا یقیناً سب سے بڑا کارنامہ تدوین حدیث کی طرف شدت سے رغبت اور اس کی طرف عملی توجہ ہے۔ ابوبکر بن حزم جو کہ ایک بڑے عالم تھے، کو تدوین حدیث کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا: اُنْظُرْ مَاکَانَ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاکْتُبْہُ فَاِنِّیْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذِھَابَ الْعُلَمَآءِ۔ جہاں حدیث رسول پاؤ اسے لکھ لو کیونکہ میں علم کے مٹ جانے اور علماء کے ختم ہو جانے سے ڈرتا ہوں۔

اس کے ساتھ تعیین فرمائی کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ اور قاسم بن محمد بن ابی بکرہ کے ذخیرہ روایات کو فوراً قلمبند کیا جائے۔ عمال سلطنت اور مشاہیر علماء کو بالعموم اس کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی اور گشتی فرمان جاری کیا۔ فرمایا اُنْظُرْ مَا کَانَ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاجْمَعُوْہُ۔ اس امر کیلئے آپ نے علماء کے خصوصی وظائف مقرر کردیے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء کی توجہ اس طرف ہوگئی اور بعد میں پھر با قاعدہ حدیثوں کے عظیم الشان مجموعے تیار ہوئے۔ سعد بن ابراہیم اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اَمَرَنَا عُمَر بْن عَبدالعَزِیز بِجَمْعِ السُّنَنِ فَکَتَبْنَاھَا دَفْتَرًا فَبَعَثَ اِلَی کُلِّ اَرْضٍ لَہٗ سُلْطَانًا دَفْتَرًا [۱۰]

کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں احادیث جمع کرنے کا حکم دیا تو ہم نے کاپیاں لکھ ڈالیں۔ اور آپ نے جہاں جہاں آپ کی حکومت تھی اس کا ایک ایک نسخہ بھجوادیا۔

آپ کا یہ کارنامہ یقیناً عظیم الشان اور قابل بیان ہے۔ اب تدوین حدیث کا جب بھی تذکرہ ہوگا تو آپ کا نام سرفہرست ہوگا کیونکہ عین اس وقت جب مسلمان رسول اللہ ﷺ کے طریق سے پرے جارہے تھے آپ نے اس ضروری اقدام کی طرف توجہ دی۔

شریعت اسلامیہ وسنت نبوی کا نفاذ

اسلام کی حالت زار کا بیان پہلے کیا جاچکا ہے۔ اب صرف آپ کی مساعی جمیلہ کا ذکر ہی کیا جائے گا۔ آپ نے آغاز خلافت میں ہی ایک فرمان جاری کیا جس میں فرمایا:-

''اِنَّ لِلْاِیْمَانِ فَرَائِضَ وَ شَرَائِعَ وَ حُدُوْدًا وَ سُنَنًا فَمَن اسْتَکْملھَا سَتکْمل الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَکْمِلُھَا لَمْ یَسْتَکْمِلِ الْاِیْمَان فَاِنْ اَعِش فَسَاُبَیِّنُھَا لَکُمْ حَتّٰی تَعْمَلُوْا بِھَا وَاِن اُمُّتُ فَمَا اَنَا عَلٰی صُحْبَتِکُمْ بِحَرِیْصٍ''۔ کہ اسلام کے کچھ حدود وقوانین وسنن و شرائع ہیں۔ جو ان پر عامل ہوگا اس کے ایمان کی تکمیل ہوگی۔ جو ایسا نہیں کرے گا اس کا ایمان نامکمل رہے گا۔ اگر زندگی نے وفا کی تو میں تمہیں اس کی تعلیم دوں گا حتی کہ تم ان پر کاربند ہوجاؤ گے۔ اگر اس سے پہلے میرا وقت آ گیا تو میں تمہارے درمیان رہنے پر کچھ ایسا حریص بھی نہیں ہوں۔ [۱۱]

آپ احیائے شریعت کے بارہ میں اتنے سنجیدہ اور فکرمند تھے کہ آپ کے ہر فرمان، ہر خط اور مراسلے میں شریعت پر عامل رہنے اور بدعات سے پرہیز کرنے کی تلقین ہوتی تھی۔ چنانچہ ابن جوزی لکھتے ہیں:-

مَاطَلَعَ کِتَاب عُمُر بن عَبْدالعَزِیز اِلَّابِاحْدَی ثَلَاثٍ۔ اِحْیَاءُ سُنَّةٍ وَاِمَاتَةُ بِدْعَةٍ وَ قسم یَقْسِمْہ بَیْنَ النَّاس۔ [۱۲]

کہ عمر بن عبدالعزیز کا ہر خط ان تین باتوں میں سے کسی ایک پر مشتمل ہوتا تھا۔ سنت کے احیاء پر، بدعت کے خاتمے پر یا اس انعام پر جو آپ لوگوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

ایک خط میں عمال سلطنت کو فرماتے ہیں:-

''میں نے تم کو حکومت کا جو کام سپرد کیا ہے اور جو اختیارات تفویض کیے ہیں ان میں تم کو احتیاط اور خوف خدا کی ہدایت کرتا ہوں...... تمہاری نظر اپنے اوپر اور اپنے عمل پر رہے اور ان چیزوں کی طرف جو تمہارے رب تک پہنچائیں...... تم اچھی طرح جانتے ہو کہ حفظ ونجات اس میں منحصر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤ اور اس یوم موعود کیلئے وہی چیز تیار رکھو جو خدا کے ہاں کام آنے والی ہو۔ اور دوسروں کے واقعات میں تم نے ایسی عبرتیں دیکھیں ہیں جن کے برابر ہمارا وعظ ونصیحت مؤثر نہیں ہوسکتا''۔ [۱۳]

پابندیٔ نماز

نماز میں بڑی بے قاعدگی آ گئی تھی خصوصاً حجاج نے نماز کی پابندی بالکل ترک کردی تھی۔ نیز خلفائے بنوامیہ عمداً اور رسمًا تاخیر سے نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے اس رسم کا خاتمہ کیا۔ اوّل وقت میں نماز کا اہتمام کرتے اور پابندی کا یہ عالم تھا کہ مؤذن دروازے پر آ کر یہ کہتا تھا السلام علیک یاامیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وہ سلام ختم نہ کرپاتا تھا کہ آپ نماز کیلئے باہر تشریف لے آتے۔ [۱۴]

آپ بیت المال سے مؤذنین کو وظیفہ دیا کرتے تھے۔ لوگوں کو اس بارہ میں تلقین کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا:-

جس نے نماز ضائع کی وہ دوسرے فرائض اسلام کا سب سے زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ [۱۵]

آپ نے عدی بن ارطاۃ کو فرمان لکھا کہ حجاج کے طریق کو ترک کردو۔ **فلا تسنن بسنته فانه کان یصلی لغَیرِ و قتھا۔** کہ حجاج کا طریق مت اپناؤ وہ نماز کو تاخیر سے ادا کیا کرتا تھا۔

زکوٰۃ

آپ نے زکوٰۃ کا ایسا مؤثر نظام بنایا کہ زکوٰۃ و صدقہ قبول کرنے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ یحیٰ بن سعید کہتے ہیں:-

مَیں افریقہ میں تحصیل زکوٰۃ پر مقرر تھا۔ زکوٰۃ کی وصولی کے بعد اس کا مصرف ایک بھی نہ ملا حتی کہ میں نے چند غلام آزاد کراکے ان کے حقوق کی ذمہ داری مسلمانوں کے سپرد کردی۔ [۱۶]

اسی طرح حجاج نومسلموں سے بھی جزیہ وصول کیا کرتا تھا۔ آپ نے اسے بند کردیا۔ اس پر مصر میں اتنے مسلمان ہوئے کہ حیان بن شریح نے لکھا کہ آمدنی گھٹ گئی ہے اور مجھے قرض لے کر مسلمانوں کو وظائف دینے پڑتے ہیں۔ آپ نے اسے لکھا کہ ''جزیہ بہرحال موقوف کردو۔ رسول اللہ ﷺ ہادی بنا کر بھیجے گئے تھے، محصل بنا کر نہیں''۔ [۱۷]

شراب پر پابندی

ان ایام میں شراب کا رواج عام ہورہا تھا۔ محلوں میں اور بازاروں میں ہر جگہ شراب چلتی تھی۔ غیر مسلم مسلمان باشندوں کے شہروں میں آ کر شراب فروخت کرتے تھے۔ آپ نے حکماً اس پر پابندی لگادی اور شراب نوشی کی دکانوں کو بند کردیا۔ اس طرح نبیذ اور طلاء وغیرہ کا استعمال حد سے تجاوز کررہا تھا۔ آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ شراب کی مشکوں کو پھاڑنے اور مٹکوں کو توڑنے کا حکم دیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ایک شخص کو شراب پینے پر اسّی کوڑے لگوائے تو وہ شخص تائب ہوگیا اور آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ [۱۸]

باغ فدک

مروان نے باغ فدک کو ذاتی جاگیر میں شامل کرلیا تھا اور آل رسول کو اس کی آمدنی سے محروم کردیا تھا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے طرزعمل کے مطابق بنوہاشم پر خرچ کرنا شروع کردیا۔ [۱۹]

روزہ

آپ سنت نبویؐ کے مطابق پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ [۲۰]

خلافت کی اصلاح

اموی بادشاہوں میں شخصی خلافت کا رواج تھا اور اس کے علاوہ خلیفہ اور رعایا دو الگ الگ چیزیں نظر آتی تھیں۔ نماز کے بعد خلفاء پر درود بھیجا جاتا تھا۔ لوگ مخصوص طریق سے انہیں سلام کرتے تھے۔ وہ چلتے تو ساتھ نقیب وعلمبردار ہوتے، آپ نے یہ سب رسومات ختم کردیں۔ آپ سے پہلے خلیفہ صرف حاکم ہوتا تھا اور روحانی اصلاح فقہاء ومحدثین کے ذمہ تھی۔ آپ نے اس دوئی کو مٹایا اور صحیح اسلامی خلافت کا روپ اپنایا۔ آپ نے عمال کو جو احکامات جاری کیے ان میں اکثر و بیشتر اخلاقی نصائح ہوتیں۔ ان میں حکومت کی روح سے زیادہ مشورہ ونصیحت کی روح ہوتی۔ امراء کو وقت پر نماز پڑھنے کی تلقین، علم کی نشرواشاعت، تقوی و اتباع شریعت کی وصیت اور اپنے علاقے میں تبلیغ دین کی ترغیب دلاتے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اہتمام کی تاکید فرماتے۔ اسلام کے قوانین تعزیرات کی وضاحت فرماتے۔ نوحہ گری، عورتوں کا جنائز کے ساتھ جانا بند کراتے، پردہ کی تاکید کرتے۔ لونڈیوں کیلئے آپ نے لباس مخصوص کیا جس میں پردے کا خیال رکھا گیا تھا۔ قبائلی عصبیت کی مذمت کرتے۔ [۲۱]

بیت المال کی اصلاح

آپ سے قبل یہ دستور تھا کہ عمال عشاء اور فجر کے وقت نمازوں کو جاتے تو آدمی ساتھ شمع لے کر چلتا اور اس کے مصارف بیت المال سے ادا ہوتے۔ اسی طرح شاہی خاندان کو وظیفہ خاصہ ملتا تھا جو آپ نے بند کرادیا۔ خمس کے مصارف میں اہل بیت کو نظرانداز کیا جاتا تھا آپ نے ان کو ان کے حصص عطا کیے۔

بیت المال کی ذراسی خیانت بھی برداشت نہ کرتے تھے اور فوراً بازپرس کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یمن کے بیت المال میں سے ایک اشرفی گم ہوگئی۔ آپ نے وہاں کے حاکم کو لکھا کہ میں تمہاری امانت پر بدگمانی نہیں کرتا لیکن تمہیں لاپرواہی کا مجرم قرار دیتا ہوں تم پر فرض ہے کہ اپنی صفائی پر شرعی قسم کھاؤ۔

معمولی معمولی باتوں میں احتیاط برتتے تھے۔ آپ کے فرامین ایک بالشت سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ کاتب کو ہدایت تھی کہ باریک قلم سے لکھا کرو۔ جب اپنا ذاتی کام کرتے تو بیت المال کا چراغ گل کرادیتے۔ [۲۲]

بہت سے اموال کو شاہی خاندان، اموی عمال اور دوسرے عمائدین نے اپنی ذاتی جاگیر بنالیا تھا۔ آپ نے ساری موروثی جاگیر بیت المال کے سپرد کردی۔ یہ امر اگرچہ سارے خاندان کی مخالفت مول لینے کے مترادف تھا مگر آپ نے یہ فریضہ سرانجام دیا اور کسی نے اولاد کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ ''اولاد کو خدا کے سپرد کرتا ہوں''۔ آپ نے ایک خطاب فرمایا اور جاگیرداروں کی اسناد کا خریطہ طلب کیا۔ ایک شخص ان کو پڑھتا جاتا اور آپ انہیں قینچی سے کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے۔ فجر سے لے کر ظہر تک یہ سلسلہ جاری رہا اور اپنے پورے خاندان کی ایک ایک جاگیر واپس کردی حتی کہ اپنے پاس ایک نگینہ تک نہ رہنے دیا۔ [۲۳]

محاصل کی اصلاح

کئی ظالم محصّل طرح طرح کے ٹیکس عائد کرکے غریب عوام کو تنگ کرتے تھے۔ آپ نے اس کام میں نرمی کا حکم دیا۔ خراج لینے کے متعلق آپ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو لکھا ''زمین کا معائنہ کرو۔ بنجر زمین کا بار آباد زمین پر اور آباد زمین کا بار بنجر پر نہ ڈالو۔ بنجر زمینوں کا خود معائنہ کرو۔ اگر ان میں کچھ صلاحیت ہو تو بقدر گنجائش اس سے خراج لو اور اس کی اصلاح کرو تاکہ آباد ہوجائے۔ جن آباد زمینوں سے پیداوار نہیں ہوتی اُن سے خراج نہ لو۔ قحط زدہ زمینوں کے مالکوں سے نرمی سے خراج وصول کرو۔ خراج میں صرف وزن سبعہ لو جس میں سونا نہ ہو۔ ٹکسال اور چاندی پکھلانے والوں سے ٹیکس نوروز اور مہرجان کے ہدیے، عرائض نویس اور شادی کا ٹیکس، گھروں کا ٹیکس اور نکاخانہ (محصول چونگی) نہ لو۔ اور جو ذمی مسلمان ہوجائیں ان پر خراج نہیں''۔ [۲۴]

جیل خانے کی اصلاح

آپ سے پہلے قیدیوں سے بہت برا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ معمولی شبہ پر گرفتار کرکے قتل کردیے جاتے تھے۔ جو قیدی جیل میں مرجائے وہ بے گوروکفن رہتے اور دوسرے قیدی تعفن سے بچنے کیلئے خود پیسے جمع کراکے دفنا دیتے۔ آپ نے ان کی اصلاح کیلئے فرمان جاری کیا جس کا خلاصہ یہ تھا۔

۱۔ ایسی بیڑی نہ پہناؤ کہ قیدی کھڑا ہوکر نماز نہ پڑھ سکے۔ بجز قاتل کے ہر ایک کی بیڑی رات کو کھول دی جائے۔

۲۔ خوراک کی جگہ انہیں نقدی دی جائے (کیونکہ خوراک میں سے عمال خیانت کرتے تھے)۔

۳۔ قیدیوں کو سرما اور گرما کے مطابق لباس دیا جائے۔ عورتوں کو برقعہ بھی دیا جائے۔

۴۔ یہ رواج ختم کیا جاتا ہے کہ قیدی پابندِ سلاسل ہوکر بھیک مانگنے نکلیں۔

۵۔ جو قیدی مرجائے اور اس کے عزیز نہ

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرآن مجید اور احادیث نبویہ کو سمجھنے کے لئے خود بھی صادق بنو

اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہو گئے ہو تو اپنے اندر بھی پاک تبدیلیاں پیدا کرو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف خصوصی توجہ دیں، ایم ٹی اے سے بھی فائدہ اٹھائیں، نیک صحبت اختیار کریں۔

(اصلاح نفس کے لئے بچوں اور نومبایعین کی تربیت کے لئے نہایت اہم اور زریں ہدایات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۱ر جون ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۱ر احسان ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (سورة توبہ 119)۔

اس کا ترجمہ ہے: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ جب بھی انبیاء مبعوث فرماتا ہے تو اس کے ماننے والے، اس پر ایمان لانے والے، تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان کے تقویٰ کا اعلیٰ معیار اس لئے قائم ہو رہا ہوتا ہے، اس کا اظہار اس لئے ہو رہا ہوتا ہے، دنیا کو نظر آ رہا ہوتا ہے (ان کی اپنی طرف سے نہیں ہوتا دنیا کو نظر آتا ہے) اور ان کے اندر یہ تبدیلی اس لئے نظر آ رہی ہوتی ہے کہ انہوں نے اس قرب کی وجہ سے جو ان کو نبی سے ہے اللہ کی مدد اور فضل سے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی ہوتی ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اس سچی پیروی کی وجہ سے، اس سچے ایمان کی وجہ سے، اپنے اندر تقویٰ قائم ہونے کی وجہ سے، اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی وجہ سے، صادقوں میں شامل ہو گئے ہوتے ہیں۔ اور پھر آگے بہت سوں کی رہنمائی کا باعث بنتے ہیں، بن رہے ہوتے ہیں، تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے یہ فیض رک نہیں جاتا بلکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ ورنہ تو اس آیت میں جو حکم ہے کہ ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ اس کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ عمل رکنے والا ہوتا تو یہ حکم تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔ پھر تو لوگ پوچھتے کہ وہ کون ہیں صادق، وہ کہاں ہیں جن کے ساتھ ہم نے ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے۔

تو یہ معرفت کی باتیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادقؑ کے ذریعے سے ہی پتہ لگی ہیں۔ آپ کی قوت قدسی نے صادقین کی ایک فوج تیار کی جو روحانیت میں اتنی ترقی کر گئی کہ ان کو صحابہ کا مقام حاصل ہو گیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی جماعت میں رہ کر آپ کے قرآنی علوم و معارف سے فیضیاب ہو کر ہی صادقین میں شمار ہو سکتا ہے۔ تو جہاں اس آیت میں ایمان لانے والوں کو، تقویٰ کی راہوں پر چلنے والوں کو، یہ حکم ہے کہ تم صادقوں کے ساتھ رہو وہاں ہمیں یہ بھی حکم ہے جس کی وجہ سے ہمیں ایک فکر پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ خود بھی صادق بنو۔ اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہو گئے ہو تو اپنے اندر بھی پاک تبدیلیاں پیدا کرو۔ خود بھی دوسروں کے لئے رہنمائی کا باعث بنو، ورنہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق صادق تو پیدا ہوتے رہیں گے، لیکن یہ نہ ہو کہ ہم تعلیم سے دُور ہٹ کر گمراہی کے گڑھے میں گرتے چلے جائیں اور صادقین کی ایک اور جماعت آ جائے جو لوگوں کی رہنمائی کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو دنیا کو ہدایت پر قائم رکھنے کے لئے اپنے نیک بندوں کو بھیجتے رہنا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہیں۔ اس سے دعا مانگتے رہیں کہ ہمارا شمار ان لوگوں میں ہو جو صادقین کے ساتھ جڑنے والے، جڑے رہنے والے ہوں۔ امام الزمان کے ساتھ جڑے رہنے والے ہوں، اس کی تعلیمات سے فیضیاب ہونے والے ہوں اور اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے والے ہوں اور لوگوں کی رہنمائی کا باعث بھی بنیں۔ یہ نہ ہو کہ ہم دنیا کی طرف جھکتے ہی چلے جائیں اور آہستہ آہستہ دین سے اس قدر دور چلے جائیں کہ شیطان ہم پر حملہ آور ہو جائے۔ اور شیطان تو شروع میں بڑے سبز باغ دکھاتا ہے جب حملہ کرتا ہے اور بعد میں چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ زندگی میں پھونک پھونک کر قدم مارنا چاہئے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہنا چاہئے، اس سے دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ ﴿يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا۔ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا﴾۔ (سورة الفرقان آیت: 29-30) کہ اے وائے ہلاکت کاش میں فلاں شخص کو پیارا دوست نہ بناتا اس نے یقیناً مجھے اللہ کے ذکر سے منحرف کر دیا بعد اس کے کہ وہ میرے پاس آیا اور شیطان تو انسان کو بے یار و مددگار چھوڑ جانے والا ہے۔

پس شیطان سے بچنے کیلئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے۔ اپنی روحانیت کو بڑھانے کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے اور اس زمانے میں جو صحیح طریقے ہمیں دین کو سمجھنے کے لئے بتائے وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی بتائے ہیں۔ اس لئے آپؑ کی کتب پڑھنے کی طرف بھی بہت توجہ دینی چاہئے۔ یہ بات بھی صحبت صادقین کے زمرے میں آتی ہے کہ آپؑ کے علم کلام سے فائدہ اٹھایا جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

''اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان تباہیوں کے اسباب اور بواعث کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے گندے جلیسوں کی وجہ سے تباہی کے گڑھے میں گرا کرتا ہے۔ وہ پہلے تو اپنے دوستوں کی مصاحبت پر فخر کرتا ہے مگر جب اسے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ ﴿لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا﴾ کہ اے کاش میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا اس نے تو مجھے گمراہ کر دیا۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے مومنوں کو خاص طور پر نصیحت فرمائی ہے کہ ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (توبہ: ۱۱۹) یعنی اے مومنو! تم ہمیشہ صادقوں کی معیت اختیار کیا کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے گرد و پیش کی اشیاء سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا مگر وہ اپنی دوستی اور ہم نشینی کے لئے ان لوگوں کا انتخاب کرے گا جو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں گے اور جن کا مطمح نظر بلند ہوگا تو لازماً وہ بھی اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور رفتہ رفتہ اس کی یہ کوشش اس کے قدم کو اخلاقی بلندیوں کی طرف بڑھانے والی ثابت ہوگی۔ لیکن اگر وہ برے ساتھیوں کا انتخاب کرے گا تو وہ اسے کبھی راہ راست کی طرف نہیں لے جائیں گے۔ بلکہ اسے اخلاقی پستی میں دھکیلنے والے ثابت ہوں گے۔

اس کے بعد پھر حضرت مصلح موعودؓ نے مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک سکھ طالبعلم تھا جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی عقیدت تھی۔ تو اس نے آپؑ کو لکھا کہ پہلے تو مجھے خدا کی ہستی پر

بڑا یقین تھا لیکن اب مجھے کچھ کچھ شکوک وشبہات پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو جواب دیا کہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی دہریت کے خیالات رکھتا ہے جس کا تم پہ اثر پڑ رہا ہے، اس لئے اپنی جگہ بدل لو۔ چنانچہ اس نے اپنی سیٹ بدل لی اور خودبخود اس کی اصلاح ہوگئی۔ فرماتے ہیں کہ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسان پر کتنا برا اثر پڑتا ہے۔ یعنی یہی حکمت ہے جس کے ماتحت رسول کریم ﷺ جس کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے تو بڑی کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے تا کہ کوئی بری تحریک آپؐ کے قلبِ مُطہّر پر اثر انداز نہ ہو“۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۸۱۔۴۸۲)

تو دیکھیں آنحضرت ﷺ بھی استغفار اس کثرت سے پڑھتے تھے۔

پھر ایک حدیث میں روایت ہے اور بہت اہم ہے جس کی طرف والدین کو بھی توجہ دینی چاہئے اور ایسے نوجوانوں کو بھی جو نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ: ”انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے“۔ یعنی دوست کے اخلاق کا اثر انسان پر ہوتا ہے۔ ”اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے“۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب من یومر ان مجالس)۔ تو والدین کو بھی نگرانی رکھنی چاہئے اور یہ نگرانی سختی سے نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ بچوں سے بے تکلف ہوں، کئی دفعہ پہلے بھی میں اس بارے میں کہہ چکا ہوں۔ اکثر کہتا رہتا ہوں کہ اس مغربی معاشرے میں بلکہ آجکل تو مغرب کا اثر، دجالی قوتوں کا اثر، شیطان کے حملوں کا اثر، رابطوں میں آسانی یا سہولت کی وجہ سے ہر جگہ ہو چکا ہے، تو میں یہ کہہ رہا ہوں شیطان کے ان حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے والدین کو اپنے بچوں سے ایک دوستانہ ماحول پیدا کرنا ہوگا اور پیدا کرنا چاہئے خاص طور پر ان ملکوں میں جو نئے آنے والے ہوتے ہیں۔ وہ شروع میں تو نرمی دکھاتے ہیں اس کے بعد زیادہ سخت ہوجاتے ہیں۔ وہ تصور نہیں ہے کہ بچوں سے بھی دوستی پیدا کی جاسکتی ہے تو ان کو پھر یہ احساس دلانا چاہئے یہ ماحول پیدا کرکے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے۔ بچے کو بچپن سے پتہ لگے پھر جوانی میں پتہ لگے۔ ایک عمر میں آکے والدین خود بچوں سے باتیں کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ان کو دین کی طرف لانے کے لئے، دین کی اہمیت ان کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے انہیں خدا سے ایک تعلق پیدا کروانا ہوگا۔ اس کیلئے والدین کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ بڑی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس وقت تک یہ کام نہیں ہوگا جب تک والدین کا شمار خود صادقوں میں نہ ہو۔

پھر یہ بھی نظر رکھنی چاہئے کہ بچوں کے دوست کون ہیں بچوں کے دوستوں کا بھی پتہ ہونا چاہئے۔ یہ مثال تو ابھی آپ نے سن ہی لی۔ اس سیٹ پر بیٹھنے کی وجہ سے ہی صرف اس طالبعلم پر دہریت کا اثر ہورہا تھا۔ لیکن یہ مثالیں کئی دفعہ پیش کرنے کے باوجود، کئی دفعہ سمجھانے کے باوجود، ابھی بھی والدین کی یہ شکایات ملتی رہتی ہیں کہ انہوں نے سختی کرکے یا پھر بالکل دوسری طرف جاکر غلط حمایت کرکے بچوں کو بگاڑ دیا۔ ایک بچہ جو پندرہ سولہ سال کی عمر تک بڑا اچھا ہوتا ہے جماعت سے بھی تعلق ہوتا ہے، نظام سے بھی تعلق ہوتا ہے، اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں بھی حصّہ لے رہا ہوتا ہے۔ جب وہ پندرہ سولہ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو پھر ایک دم پیچھے ہٹنا شروع ہوجاتا ہے اور پھر ہٹتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایسی بھی شکایتیں آئیں کہ ایسے بچے ماں باپ سے بھی علیحدہ ہوگئے۔ اور پھر بعض بچیاں بھی اس طرح ضائع ہوجاتی ہیں۔ جن کا بہرحال افسوس ہوتا ہے۔ تو اگر والدین شروع سے ہی اس بات کا خیال رکھیں تو یہ مسائل پیدا نہ ہوں۔

پھر بچوں کو بھی میں کہتا ہوں کہ اپنے دوست سوچ سمجھ کر بناؤ۔ یہ نہ سمجھو کہ والدین تمہارے دشمن ہیں یا کسی سے روک رہے ہیں بلکہ سولہ سترہ سال کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ خود ہوش کرنی چاہئے، دیکھنا چاہئے کہ ہمارے جو دوست ہیں بگاڑنے والے تو نہیں، اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے تو نہیں ہیں۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہیں وہ تمہارے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ تمہارے ہمدرد نہیں ہوسکتے، تمہارے سچے دوست نہیں ہوسکتے۔ اور ایک احمدی بچے کو تو کیونکہ صادقوں کی صحبت سے فائدہ اٹھانا ہے اس لئے یاد رکھیں کہ یہ گروہ شیطان کا گروہ ہے صادقوں کا گروہ نہیں اس لئے ایسے لوگوں میں بیٹھ کے اپنی بدنامی کا باعث نہ بنیں، ایسے بچوں یا نوجوانوں سے دوستی لگا کے اپنے خاندان کی بدنامی کا باعث نہ بنیں اور ہمیشہ نظام سے تعلق رکھیں۔ نظام جو بھی آپ کو سمجھاتا ہے آپ کی بہتری اور بھلائی کیلئے سمجھاتا ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دیں اللہ تعالیٰ ہمارے ہر بچے کو ہر شیطانی حملے سے بچائے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا یا تُو اس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم ازکم تو اس کی خوشبو اور مہک سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑوں کو جلادے گا یا اس کا بدبودار دھواں تجھے تنگ کرے گا“۔ (مسلم کتاب البر والصلة۔ باب استحباب مجالسة الصالحین)

تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو کستوری کی خوشبو بانٹنے والا بنائے اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں جو نہ صرف ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہوں بلکہ لوگ بھی ہم سے فائدہ اٹھا رہے ہوں۔ پس اس کے لئے بہت مجاہدے کی ضرورت ہے۔ اپنی نسلوں کو بچانے کیلئے بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”صحبت میں بڑا اثر ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے“۔ یعنی صادقوں کی صحبت بھی سچائی کی روح پھونکتی ہے۔ وہ روح پیدا کرتی ہے۔ فرمایا کہ: ”میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کردیتی ہے“۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں اگر صحیح تعلق ہو تو روحانیت کا مقام جو نبی کو ملتا ہے اس جیسا ہی مقام سچے طور پر ماننے والے کو بھی مل جاتا ہے۔ تو فرمایا: ”یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبة: ۱۱۹) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں“۔ (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۴/جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۵۔ ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۰۹۔ جدید ایڈیشن)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (یہ ایک لمبی حدیث ہے اس کا کچھ حصّہ پڑھتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہوجاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ لمبا سوال جواب ہے کہ کیا مانگتے ہیں؟ جنت مانگتے ہیں، پناہ چاہتے ہیں۔ بخشش چاہتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان کو پتہ ہو کہ میری پناہ کیا ہے اور یہ سب کچھ، تو ان کا کیا حال ہوگا؟ اور پھر فرماتا ہے کہ اچھا اگر وہ میری بخشش چاہتے ہیں، بخشش طلب کرتے ہیں تو مَیں نے انہیں بخش دیا اور انہیں سب کچھ وہ دے دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا۔ تو فرشتے اس پہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ان میں فلاں خطاکار شخص بھی تھا۔ وہ وہاں سے گزرا اور انہیں ذکر کرتے دیکھ کر یونہی ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ۔ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا۔ صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان ﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیق فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جاسکے۔

نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M
Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَایَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے‘‘۔

فرمایا:’’غرض نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں امّارہ والے میں نفس امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے‘‘۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۲ مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱)

پھر آپؑ نے فرمایا:’’اصلاح نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾۔یعنی جو لوگ قولی فعلی عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں‘‘۔یعنی باتیں بھی، ان کے عمل بھی اور ان کی ہر حرکت بھی ایسی ہو اور ان کا حال بھی یہ ظاہر کر رہا ہو کہ وہ سچائی پر قائم ہیں’’ان کے ساتھ رہو۔اس سے پہلے فرمایا ﴿یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ﴾ یعنی اے ایمان والو تقویٰ اللہ اختیار کرو۔اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں۔اس سے کہنا چاہیئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔اسی طرح پر جو شخص شراب خانے میں جاتا ہے۔خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں۔لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا۔پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہیئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاح نفس کیلئے ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ کا حکم دیا ہے۔جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آ جائے گا‘‘۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۱ مورخہ ۱۰/جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ایسی گندی جگہوں پر جا کر اگر پھر کوئی کہتا ہے میں کون سا یہ کام کر رہا ہوں۔شراب خانے میں جا کر اگر کہے کہ مَیں کون سی شراب پی رہا ہوں تو فرمایا کہ ایک دن وہ اس ماحول کے زیر اثر آ جائے گا۔اور ہو سکتا ہے کہ پینا شروع کر دے۔اس لئے حدیث میں بھی آیا ہے شراب کی ہر قسم کی مناہی کی گئی ہے پلانے کیلئے بھی اور بنانے والے کیلئے بھی اور کشید کرنے کیلئے بھی سب کچھ۔کچھ سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا تھا کہ جو یہاں آ کے ایسے ریسٹورنٹ میں کام کرتے ہیں جہاں شراب وغیرہ بیچی جاتی ہے تو اس کام کو ختم کریں اور ملازمتوں کو چھوڑیں اور اس کا جماعت کی طرف سے بڑا اچھا رسپانس تھا اور تقریباً سب نے ہی ایسی ملازمتیں یا ایسے کاروبار چھوڑ دیئے۔لیکن سؤر کے گوشت کھانے پر بھی قرآن شریف میں مناہی ہے۔ابھی بھی ایسے لوگ ہیں جو ایسے ریسٹورنٹس میں کام کرتے ہیں جہاں برگر بناتے ہیں یا برگر Serve کرتے ہیں۔تو کہتے یہی ہیں کہ ہم کون سا استعمال کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض دفعہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ پھر انسان ان چیزوں سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہو جاتا ہے۔اور یہ نہ ہو کسی دن وہ برگر استعمال بھی ہو جائے۔اس لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی بچت کر لی جائے۔اور ایسی نوکریوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں صاف ستھرا کام ہوتا ہے وہاں نوکریاں مل سکتی ہیں، ملازمتیں مل سکتی ہیں، تلاش کرنی چاہئیں۔اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ برکت پڑے گی۔اور یہ اصلاح نفس کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

:’’دو چیزیں ہیں ایک تو دعا کرنی چاہیئے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ راستبازوں کی صحبت میں رہو تاکہ ان کی صحبت میں رہ کر تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، بینا ہے، دیکھنے والا ہے، سننے والا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو صدہا نعمتیں دیتا ہے‘‘۔(البدر۔جلد نمبر ۲ نمبر ۲۸۔ مورخہ ۳۱/جولائی ۱۹۰۳ء۔صفحہ ۱)

اس زمانے میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود کی تفاسیر اور علم کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کیلئے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں۔اکثریت اردو میں ہیں، چند ایک عربی میں بھی ہیں۔پھر جو پڑھے لکھے نہیں ان کیلئے مسجدوں میں درسوں کا انتظام موجود ہے ان میں بیٹھنا چاہیئے اور درس سننا چاہیئے۔پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور ایم ٹی اے والوں کو بھی مختلف ملکوں میں زیادہ سے زیادہ اپنے پروگراموں میں یہ پروگرام بھی شامل کرنے چاہئیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے تراجم بھی ان کی زبانوں میں پیش ہوں۔جہاں جہاں تو ہو چکے ہیں اور تسلی بخش تراجم ہیں وہ تو بہرحال پیش ہو سکتے ہیں۔اور اسی طرح اُردو دان طبقہ جو ہے، ملک جو ہیں، وہاں سے اردو کے پروگرام بن کے آنے چاہئیں۔جس میں زیادہ سے زیادہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام کے معرفت کے نکات دنیا کو نظر آئیں اور ہماری بھی اور دوسروں کی بھی ہدایت کا موجب بنیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو بے انتہا لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق مل رہی ہے، کروڑوں میں احمدیت داخل ہو چکی ہے ان کی تربیت کیلئے بھی ضروری ہے کہ ان تک بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ پہنچانے کی کوشش کی جائے اور یہ چیز تربیت کے لحاظ سے بڑی فائدہ مند ہوگی۔تربیت کے شعبوں کیلئے بھی بہت فائدہ مند ہوگی۔پس دعاؤں کے ساتھ اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور جماعت کو ہر ملک میں جہاں جہاں شعبہ تربیت ہیں ان کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:’’دیکھو ایک زمانہ وہ تھا کہ آنحضرت ﷺ تن تنہا تھے مگر لوگ حقیقی تقویٰ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے حالانکہ اب اس وقت لاکھوں مولوی اور واعظ موجود ہیں لیکن چونکہ دیانت نہیں، وہ روحانیت نہیں، اس لئے وہ اثر اندازی بھی ان کے اندر نہیں ہے۔انسان کے اندر جو زہریلا مواد ہوتا ہے وہ ظاہری قیل وقال سے دور نہیں ہوتا اس کے لئے صحبت صالحین اور ان کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔اس لئے فیضیافتہ ہونے کیلئے ان کے ہمرنگ ہونا اور جو عقائد صحیحہ خدا نے ان کو سمجھائے ہیں ان کو سمجھ لینا بہت ضروری ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۴۶۔ جدید ایڈیشن)

چنانچہ دیکھ لیں آج کل اخبار ان باتوں سے بھرے پڑے ہیں۔بہت سے کالم نویس لکھتے ہیں ہماری مساجد بھی موجود ہیں۔آذان کی آواز سن کر ان مساجد کی طرف جانے والے بھی لائنوں میں گروہ در گروہ جا رہے ہوتے ہیں، آپ دیکھ رہے ہوتے ہیں، حج پر بھی جاتے ہیں، صدقہ خیرات بھی بہت لوگ کرتے ہیں۔لیکن کیا وجہ ہے کہ ہماری ان تمام نیکیوں کا نتیجہ ہمیں نظر نہیں آتا۔اور امت مسلمہ ہر طرف سے خطرات میں گھرتی چلی جا رہی ہے۔تو ان کو پتہ تو ہے کہ کیا وجہ ہے۔لیکن جو شخص دنیا کی اس زمانے میں اصلاح کا دعویٰ لے کر اٹھا ہے جو رسول اللہ ﷺ کا عاشق صادق ہے اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ظاہری طور پر تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ادائیگی ہو رہی ہے لیکن اندرونی طور پر ہر رکن اسلام پر عمل کر کے دنیا دکھاوے کی خاطر اس کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔اپنے دنیاوی فائدے اس سے حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔عبادات ہیں تو وہ اظہار کے طور پہ ہیں۔حج ہے تو وہ اظہار کے طور پر ہے۔صدقہ وخیرات ہے تو وہ اظہار کے

طور پر ہو رہا ہے۔ غرض کہ ہر بات میں دنیا کی ملونی نظر آتی ہے۔ تو جب دنیا کی ملونی ہوگئی اور زمانے کے امام کی مخالفت بھی انتہاء کو ہوگئی بلکہ اس کے ماننے والوں کو نقصان پہنچانا ثواب کا کام سمجھنے لگ گئے تو پھر اللہ تعالیٰ کا تو یہی سلوک ہے ایسے لوگوں سے اور یہی ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل اور سمجھ دے جو اپنے ایسے علماء کے پیچھے چل پڑے ہیں جن کا کوئی عمل نہیں۔ ان کے دماغوں میں بھی یہ ہدایت کی بات آئے کہ اب اگر کچھ حاصل کرنا ہے اور اپنی اس گرتی ہوئی عظمت کو بحال کرنا ہے تو یہ سب کچھ صحبت صادقین سے ہی ہوگا اور اس زمانے کے امام اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہونے سے ہی ہوگا۔ ورنہ تو پھر یہ لڑائی جھگڑے، مار دھاڑ اور یہ سب ذلت و رسوائی جو ہے یہ سب ان کا مقدر ہے۔ اور پھر آخر کو یہی کہو گے کہ کاش ہم شیطان کے بہکاوے میں نہ آتے۔

پس ہم احمدیوں کا بھی حقیقی معنوں میں یہ فرض بنتا ہے کہ حقیقی معنوں میں صدق پر قائم ہوں اور یہ بات ہمیں بھی اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ ہم امت مسلمہ کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل اور سمجھ دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”قرآن شریف میں آیا ہے۔ ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا﴾ (الشمس: ۱۰) اس سے اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دور ہونے چاہئیں۔ اور جو راہ پر چل رہا ہے اس سے راستہ پوچھنا چاہئے۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہئے جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املاء درست نہیں ہوتا۔ ویسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق بھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے ورنہ بہک جاتا ہے“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۹۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ رکھے اور کبھی شیطان ہم پر حملہ آور نہ ہو سکے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”لوگ تلاش کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت ملے لیکن یہ بات جلد بازی سے حاصل نہیں ہوا کرتی جب انسان کی روح پگھل کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اس کو اپنا اصلی مقصود خیال کرتی ہے۔ تب اس کیلئے حقیقت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اور صحبت صادقین سے ہی باتیں حاصل ہوا کرتی ہیں“۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۴۶۔۳۴۷ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، اس انعام کی قدر کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل کر کے عطا فرمایا ہے۔ سچے دل سے آپؑ کے تمام دعاوی پر ایمان لانے والے ہوں اور اپنے ایمانوں کو بھی مضبوط کرنے والے ہوں اور صادق کے ساتھ جڑ کر اپنے آپ کو بھی صادق ہونے کے قابل بنائیں اور اپنی نسلوں کو بھی ایک فکر کے ساتھ اس کے ساتھ جوڑے رکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

موصیان کرام توجہ فرمائیں

(۱)...... یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ وصیت کی توفیق ملنا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے۔ وصیت کے لئے دینداری، تقویٰ، پرہیزگاری، پاکیزگی اور قربانی کی جو شرائط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائی ہیں ان کی پابندی ہر موصی کے لئے لازمی ہے۔

(۲)...... موصی صاحبان نے جو قربانی کا اقرار کیا ہے کہ وہ اپنی آمد کا کم از کم 1/10 حصہ اشاعت دین کے لئے ادا کریں گے اس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ ماہ بہ ماہ ادائیگی ہونا ضروری ہے۔

(۳)...... دینی حالت کی بہتری کے علاوہ مالی قربانی میں پورا اترنا بھی موصی کے لئے لازمی ہے۔ اس لئے بقایادار بالکل نہ ہونا چاہئے۔ چھ ماہ سے زائد بقایا ہونے پر وصیت منسوخ ہوسکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی مجبوری سے بقایا ہو جائے تو اوّلین فرصت میں اس کے قسط وار ادا کرنے کے لئے مقامی مجلس عاملہ کی سفارش کے ساتھ مرکز سلسلہ سے مہلت لے لینی چاہئے۔

(۴)...... وصیت کے لئے جائداد/ معیار کی تعریف یہ ہے کہ جس جائیداد پر انسان کا گزارہ ہو سکے۔ خواتین کے لئے ان کا حق مہر/ زیور، بنیادی جائیداد کے طور پر قرار دیا گیا ہے۔ دستاویز کی رو سے جو موصی جائیداد کا حقیقی مالک قرار پائے گا اس سے حصہ جائیداد وصول کیا جائے گا۔

(۵)...... اسی طرح غیر منقولہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (1/16) ادا کرنا ضروری ہے۔ اور حصہ جائیداد کی ادائیگی کے بعد بھی اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی ہوگی۔

(۶)...... ہر موصی کے لئے لازمی ہے کہ ہر مالی سال کے آخر پر فارم اقرار تصدیقی متعلقہ ادائیگیاں چندہ حصہ آمد (جدول ”ج“) (حسب نمونہ) پر کر کے نیشنل امیر/ وکالت مال ثانی / دفتر وصیت کو بھجوائے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہ فارم بھجوا دیں۔ اس کے بغیر حساب کا تعین نہیں ہوسکتا۔ اس فارم کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اقرار/ تصدیقی فارم متعلقہ ادائیگیاں (جدول ”ج“) نہ آنے کی صورت میں مجلس کارپرداز کو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو موصی کو بقایادار قرار دے کر اس کی وصیت منسوخ کر دے۔

(۷)...... چھ ماہ یا اس سے زائد بقایا کی صورت میں اگر دفتر کی طرف سے وصیت منسوخ ہو جائے تو اس کی بحالی تب ہوگی کہ:

(1)...... گزشتہ بقایا ادا کرے۔

(2)...... عرصہ منسوخی وصیت کے دوران چندہ عام کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتا رہا ہو۔

(3)...... عرصہ منسوخی وصیت کے دوران ادا کردہ چندہ عام اور واجب الادا حصہ آمد کا فرق بھی ادا کرے۔

(۸)...... (الف): اگر آمد میں غیر معمولی کمی/ بیشی ہو تو اس کی بھی اطلاع دے اور اس کے مطابق حصہ وصیت ادا کرے۔ ورثہ میں ملنے والی جائیداد کا حصہ وصیت بھی ادا کرنا ضروری ہے۔

(ب): عموماً طلبا جیب خرچ پر وصیت کرتے ہیں۔ بعد میں ملازمت وغیرہ کے نتیجہ میں باقاعدہ آمد ہوتی ہے۔ اسی طرح غیر شادی شدہ بچیاں معمولی زیور وغیرہ پر وصیت کرتی ہیں۔ شادی کے بعد حق مہر اور زیور کا اضافہ ہوتا ہے۔ ایسے سب موصیوں کے لئے ضروری ہے کہ آمدنی اور جائیداد میں اضافہ کے مطابق اپنا حصہ آمد و حصہ جائیداد ادا کریں۔

(۹)...... جائیداد کی قیمت کی تشخیص کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ موصی اپنی جائیداد کی تفصیل لکھ کر وکیل المال ثانی/نیشنل امیر کو بھجوا دے جو بعد کارروائی و فیصلہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان جائیداد کی مشخصہ قیمت سے اطلاع دیں گے۔ مقررہ میعاد کے اندر حصہ جائیداد کی جزوی ادائیگی کی صورت میں اسی نسبت سے موصی کی جائیداد کا اتنا حصہ اداشدہ متصور ہوگا اور بقایا حصہ جائیداد کے لئے اسے نئی تشخیص کروانی ہوگی۔

(۱۰)...... بعض صورتوں میں موصی کی وفات کے بعد ان کے ورثاء حصہ جائیداد کی فوری ادائیگی نہیں کرتے اور جس موصی کے ذمہ حصہ جائیداد یا حصہ آمد کا بقایا ہوگا وہ مکمل ادائیگی کے بغیر بہشتی مقبرہ/مقبرہ موصیان میں دفن نہ ہو سکے گا۔ اس لئے موصی کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کی قیمت لگوا کر دو سال کے اندر حصہ جائیداد کی ادائیگی یکمشت یا بالاقساط کر سکتا ہے۔ لیکن اگر موصی کا رہائشی مکان ہو جس میں وہ خود رہائش رکھتا ہو یا (بعد وفات موصی) اس کے پسماندگان نے اس میں رہائش رکھی ہو اس کے لئے بعد تشخیص ادائیگی کی میعاد پانچ سال ہوگی۔ بشرطیکہ ہر سال 20% حصہ ادا کرے۔ موصیان کو جو یہ سہولت ہے کہ زندگی میں تشخیص کروا کر حصہ جائیداد ادا کرلیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ وفات کے وقت تدفین کے سلسلہ میں دقّت پیش نہ آئے۔

اگر کوئی موصی اپنی مجبوری کے ماتحت خود درخواست دے کر وصیت منسوخ کرائے اور بعد ازاں سابقہ وصیت بحال نہ کروا سکے تو اس کی نئی وصیت کی درخواست مجلس کارپرداز کے زیر غور آ سکتی ہے۔ ایسی صورت میں مذکورہ بالا میں (نمبر ۷ کی) شق (3) کی پابندی لازمی نہ ہوگی۔

(وکیل المال ثانی۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ۔ پاکستان۔ ربوہ)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: فرمودات خلفاء از صفحہ اول

کر کے دیکھو کہ کیا یہود کے سامنے ایک بڑا بھاری انبار کتابوں کا نہ تھا؟ کیا مجوس کے پاس کتابیں نہ تھیں؟ کیا عیسائی اپنی بغل میں کتاب مقدس مارے نہ پھرتے تھے۔ اور کیا ان میں عمدہ باتیں بالکل نہ تھیں؟ تھیں اور ضرور تھیں۔ مگر ان میں اگر کچھ نہ تھا تو صرف یہی کہ ان پر عمل کرا دینے والا کوئی نہ تھا۔ جب تک ایک روح اس قسم کی نہ آوے جو انسان کو مُزَکّی بنا دے اس وقت تک انسان ان تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا“۔

(حقائق القرآن جلد چہارم صفحہ ۸۹)

پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلیہ
از صفحہ نمبر ۴

ہوں تو اس کی تجہیز و تکفین بیت المال سے ہو۔

۶۔ تعزیرات میں حد سے نہ بڑھو بجز شرعی حق کے مسلمان کی پیٹھ ننگی نہ ہو۔ ۲۵

بدعات ورسومات کا استیصال

مجدد کا ایک اہم کام صدی کے دوران پیدا شدہ فتنوں، بدعات اور نت نئی رسومات کا قلع قمع کرنا ہوتا ہے۔ آپ اس کام میں خوب مشغول نظر آتے ہیں۔ آپ کے عہد میں مسلمان لہو ولہب میں مشغول تھے۔ عورتیں نوحہ خوانی کرتی تھیں اور جنازوں کے ہمراہ جاتی تھیں۔ آپ نے فرمان جاری کیا کہ:-

۱۔ ''اس نوحہ و ماتم پر قدغن سخت کرو ..... مسلمانوں کو اس لہو ولعب اور راگ باجے وغیرہ سے روکو اور جو باز نہ آئے اسے اعتدال کے ساتھ سزا دو''۔ ۲۶

۲۔ اس زمانے میں بادشاہوں کی اندھی تقلید کا رواج تھا۔ آپ نے مسجد دمشق میں کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمایا ''اللہ کی نافرمانی میں ہماری اطاعت واجب نہیں۔ ۲۷

۳۔ حماموں کا رواج عام ہو رہا تھا۔ مرد عورتیں بے باکانہ غسل کرتے۔ پردہ اور شرم وحیاء اُٹھتی جا رہی تھی۔ آپ نے عورتوں کے حمام پر جانے پر پابندی عائد کر دی اور مردوں کو تہہ بند باندھ کر نہانے کی پابندی کرائی۔ خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جاتی۔ اسی طرح حماموں کی دیواروں پر خلاف شرع تصاویر ہوتی تھیں۔ آپ نے ایک مرتبہ جا کر اپنے ہاتھوں سے انہیں مٹایا اور فرمایا اگر مصور کا علم ہوتا تو میں اسے سزا دیتا۔

۴۔ لوگوں نے رسماً لمبے بال رکھنے شروع کر دیے تھے اور پٹیاں جماتے تھے۔ آپ نے پولیس (Police) کو حکم دیا کہ وہ جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو جایا کرے جو پٹیاں جماتے ہوئے گزرے اس کے سر کے بال کاٹ ڈالیں۔ ۲۸

۵۔ اموی خلفاء کے عہد میں ایک بری عادت یہ چل پڑی کہ عمال خطبے میں حضرت علیؓ پر لعن طعن کیا کرتے تھے اور یہ بات خطبے کا جزو بن گئی تھی۔ آپ نے اسے بالکل ختم کیا اور اس کی بجائے یہ آیات پڑھنے کا حکم دیا۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ .... لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ﴾۔ ۲۹

۶۔ ایک رسم بادشاہوں کو تحفے تحائف دینے کی تھی۔ آپ اس کی بھی سختی سے تردید کرتے تھے اور کوئی چیز وصول نہ کرتے۔ ایک مرتبہ آپ کے اہل بیت میں سے کسی نے ایک سیب آپ کو تحفہ میں بھجوایا۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا اور جب لانے والے نے دلیل دی کہ حضور ﷺ بھی لے لیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ''ہدیہ حضور کیلئے ہی ہدیہ تھا اور ہمارے لیے رشوت ہے''۔ ۳۰

۷۔ پارسیوں کے تہواروں کے دن امیر معاویہ رعایا سے ایک بڑی رقم بطور ہدیہ لیتے تھے جس کی مقدار ایک کروڑ تھی۔ آپ نے اسے یک لخت موقوف کر دیا۔ ۳۱

ہر بدعت کو ختم کرنے کے بارے میں آپ اتنے کمربستہ تھے کہ فرماتے ہیں:-

''ہر وہ بدعت جسے اللہ میرے ہاتھ سے میرے گوشت کے ٹکڑے کے عوض مردہ کر دے اور ہر وہ سنت جسے اللہ میرے ہاتھ پر قائم کر دے یہاں تک کہ اس کا انجام میری جان پہ ہو تو میرے لیے یہ آسان ہے''۔ ۳۲

مذہبی اصلاح

لوگ اسلام کی سادہ اور پُرکشش، قابل فہم تعلیم سے دور جا رہے تھے آپ نے اس کا تدارک کیا۔ ''اہل اہواء'' مسئلہ قدر کی غلط تشریحات کرتے تھے۔ آپ نے ان کے لیڈر ''غیلان دمشقی'' سے توبہ کرائی اور اس فاسد عقیدے کی اشاعت روکنے کیلئے ہر ممکن تدبیر کی۔ امام مکحول سے فرمایا:-

ایاک ان تقول فی القدر ما یقول هولاء یعنی غیلان واصحابه۔ ۳۳

کہ تو مسئلہ قدر کے بارے میں غیلان اور اس کے ساتھیوں کی بات کہنے سے احتراز کر۔

اسی طرح آپ اپنے عہد خلافت میں مذہبی تعلیم کی نشر و اشاعت میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ آپ نے اہل علم کو علم پھیلانے کی طرف متوجہ کیا۔ جو لوگ اس کام کیلئے وقف ہوتے انہیں سو دینار وظیفہ دیتے۔ اسی طرح طلباء کو بھی وظائف دیتے۔ آپ نے عمال کو لکھا کہ:-

اما بعد فامر اهل العلم ان ینشر العلم فی مساجدهم فان السنة کانت قداميتت۔ ۳۴

اہل علم کو حکم دو کہ وہ مساجد میں علم پھیلائیں کیونکہ سنت پر موت وارد ہو چکی ہے۔

معاصرین کی گواہی

آپ کی ان مساعی جمیلہ کی بدولت مسلم عوام کے رجحانات ہی تبدیل ہو گئے۔ قوم کے مذاق اور مزاج میں نمایاں فرق آ گیا۔ چنانچہ اس زمانے کے علماء کہتے ہیں'' ہم جب ولید کے زمانے میں جمع ہوتے تو عمارتوں اور طرز تعمیر کی بات چیت کرتے ......سلیمان کو کھانوں اور عورتوں کا بڑا شوق تھا۔ اس کے زمانے میں مجلسوں کا موضوع سخن یہی تھا لیکن عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں نوافل و طاعات، ذکر الٰہی گفتگو اور مجلسوں کا موضوع بن گیا۔ جہاں چار آدمی جمع ہوتے تو ایک دوسرے سے پوچھتے کہ رات کو قرآن پڑھنے کا تمہارا کیا معمول ہے۔ تم نے کتنا قرآن یاد کیا ہے۔ تم قرآن کب ختم کرو گے اور کب ختم کیا تھا۔ مہینے میں تم کتنے روزے رکھتے ہو۔ ۳۵

مذکورہ بالا چند صفحات میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی اندرونی اصلاح اور مسلمانوں کی تربیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اب ذرا آپ کی دعوت الی اللہ اور اشاعت اسلام کا تذکرہ ہو جائے۔

اشاعت اسلام

آپ نے روم کی طرف جانے والی افواج کو نصیحت فرمائی۔

۱۔ **لا تقاتلن حصناً من حصون الروم ولا جماعة من جماعاتهم حتى تدعوهم الى الاسلام۔** ۳۶

کہ روم کے کسی قلعے یا جماعت پر اس وقت تک حملہ نہ کرنا جب تک انہیں اسلام کی دعوت نہ دے لو۔

۲۔ آپ نے ماوراء النہر کے بادشاہوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے خطوط لکھے اور ان میں سے بعض اسلام لے آئے۔

۳۔ بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ ''عمر بن عبدالعزیز نے ہندوستان کے راجاؤں کو سات خطوط لکھے اور انہیں اسلام اور اطاعت کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کو اپنی سلطنتوں پر باقی رکھا جائے گا اور ان کے وہی حقوق و فرائض ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں''۔ ان کے اخلاق و کردار کی خبریں وہاں پہلے پہنچ چکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے نام عربوں کے نام پر رکھے۔ ۳۷

۴۔ آپ نے علماء کو چاردانگ عالم میں پھیلا دیا۔ جن میں سے مشہور حضرت نافع، حضرت یزید بن ابی مالک، جناب مہران، جناب حنش، جناب یزید بن ابی حبیب، جناب حارث الاشعری اور عاصم بن عمر ہیں۔

۵۔ آپ نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر کو مغرب کا گورنر بنایا۔ انہوں نے جا کر بربر اقوام کو اسلام کی دعوت دی۔ بعد ازاں خود حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کے نام دعوت نامہ جاری کیا۔ جناب اسمٰعیل نے یہ دعوت نامہ انہیں پڑھ کر سنایا تو بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ یوں مغرب میں اسلام کے غلبہ کی داغ بیل پڑی۔ ۳۸

۶۔ آپ کی جدوجہد تبلیغ کا نتیجہ تھا کہ جراح بن عبداللہ حکمی جو آپ کے دور میں خراسان کے والی تھے، کے ہاتھ پر چار ہزار ذمی مسلمان ہوئے۔ ۳۹

حوالہ جات

۱ طبقات ابن سعد 5/322
۲ ملفوظات، جلد1، صفحہ 92
۳ ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ باب الخطبہ
۴ تلخیص از تاریخ اسلام نصف اوّل۔ مؤلفہ مولانا معین الدین ندوی، صفحہ 357-494
۵ ایضاً صفحہ 496۔
۶ تاریخ الخلفاء، از مولانا جلال الدین سیوطیؒ۔ اردو ترجمہ صفحہ 258
۷ عمر بن عبدالعزیز، از رشید اختر ندوی۔ صفحہ 68 وطبقات ابن سعد جلد 5 صفحہ 330
۸ طبقات الکبریٰ۔ جلد 5 صفحہ 338
۹ طبقات ابن سعد، جلد 5 صفحہ 319
۱۰ تاریخ اسلام، معین الدین ندوی، حصہ اوّل، صفحہ 523
۱۱ صحیح بخاری۔ کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ علی خمس
۱۲ سیرت عمر بن عبدالعزیز، رشید اختر ندوی۔ صفحہ 81
۱۳ ایضاً صفحہ 92
۱۴ طبقات ابن سعد۔ جلد 5 صفحہ 337
۱۵ سیرت عمر بن عبدالعزیز۔ عبدالسلام ندوی۔ صفحہ 124
۱۶ سیرت عمر بن عبدالعزیز۔ عبدالسلام ندوی۔ صفحہ ۱۲۹۔
۱۷ کتاب الخراج، از امام ابو یوسفؒ۔ صفحہ 75
۱۸ ابن سعد، جلد نمبر 5 صفحہ 269,326,342
۱۹ تاریخ الاسلام نصف اوّل۔ صفحہ 500
۲۰ طبقات الکبریٰ۔ جلد 5 صفحہ 333
۲۱ سیرت عمر بن عبدالعزیز۔ ابن جوزی بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت۔ جلد 1 صفحہ 51
۲۲ تاریخ اسلام نصف اوّل۔ صفحہ 504
۲۳ تاریخ اسلام، جلد اوّل۔ صفحہ 499
۲۴ کتاب الخراج۔ امام ابو یوسف، صفحہ 49۔ تاریخ طبری واقعات۔ 101
۲۵ کتاب راج۔ امام ابو یوسف۔ صفحہ 162
۲۶ سیرت عمر بن عبدالعزیز از عبدالسلام ندوی، صفحہ 126
۲۷ طبقات ابن سعد، جلد 5، صفحہ 322
۲۸ طبقات ابن سعد۔ جلد پنجم صفحہ 335-360
۲۹ تاریخ الخلفاء ترجمہ۔ صفحہ 309
۳۰ تاریخ الخلفاء اردو ترجمہ۔ صفحہ 301
۳۱ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز۔ عبدالسلام ندوی، صفحہ 109
۳۲ طبقات ابن سعد، جلد پنجم صفحہ 322
۳۳ تاریخ الخلفاء، صفحہ 274
۳۴ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز۔ عبدالسلام ندوی۔ صفحہ 132
۳۵ تاریخ طبری بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت جلد 1 صفحہ 67
۳۶ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز۔ عبدالسلام ندوی، صفحہ 118
۳۷ فتوح البلدان، از بلاذری، صفحہ 446
۳۸ فتوح البلدان، صفحہ 357
۳۹ طبقات ابن سعد، جلد پنجم صفحہ 364

❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ
از صفحہ نمبر ۱۲

باقی ممبران کو بھی شرف مصافحہ عطا فرمایا اور پھر امیر صاحب جرمنی اور الوداعی ٹیم کے احباب کو مصافحہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے امیر صاحب جرمنی کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد نن سپیٹ ہالینڈ کے لئے روانگی ہوئی۔

۲ بج کر ۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نن سپیٹ کے مشن ہاؤس میں ورود فرمایا تو احباب جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا۔ ناصرات الاحمدیہ نے حضور کی آمد پر ترانہ پیش کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تمام احباب جماعت کو السلام علیکم کہا اور پھر اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

۶ بج کر ۳۰ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز ظہر وعصر مسجد بیت النور میں پڑھائیں جس کے بعد حضور اپنے دفتر میں تشریف لے گئے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ جس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو رات 9 بجے تک جاری رہا۔ 35 فیملیز کے 142 افراد نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دس بجے حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں جس کے بعد آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۳ رجون ۲۰۰۴ء بروز جمعرات:

حضور انور ایدہ اللہ نے نماز فجر بیت النور نن سپیٹ میں صبح 4 بج کر 15 منٹ پر پڑھائی۔ حضور انور نے آج دفتری امور سرانجام دئے اور 30 فیملیز کے 135 افراد کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

9 بجے شام باربے کیو کا پروگرام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس میں رونق افروز رہے۔ دس بجے مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۴ رجون ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ نے صبح 4 بج کر 15 منٹ پر نماز فجر بیت النور نن سپیٹ میں پڑھائی۔

ایک بج کر 45 منٹ پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور پرچم کشائی کی تقریب عمل میں آئی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ امیر صاحب ہالینڈ نے ہالینڈ کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد جلسہ گاہ کی طرف روانگی ہوئی جو بیت النور سے تین چار منٹ کے فاصلے پر واقعہ تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ پیدل جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں تمام دنیا کے احمدیوں کو دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق شیطان کے پنجے سے نکل کر اس کی عبادت کرنے والی بن جائے۔ آپ نے دعوت الی اللہ کے لئے دعائیں کرنے اور خدا کے حضور جھکے رہنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں بے انتہا برکت پڑے گی۔

حضور انور نے نماز جمعہ اور عصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ اپنی قیامگاہ میں تشریف لے آئے۔

حضور انور شام چھ بجے اپنے دفتر میں تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ جس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو شام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ 29 فیملیز کے 113 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

فیملی ملاقاتوں کے بعد نیشنل مجلس عاملہ ہالینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں حضور انور نے ممبران مجلس عاملہ سے تعارف حاصل کیا اور ان کے کاموں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

حضور نے سیکرٹری سمعی وبصری کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ MTA کے لئے ایک ماہ میں ایک پروگرام ضرور بھجوایا کریں۔ اسی طرح امور عامہ کے کاموں کا جائزہ لینے کے بعد فرمایا کہ وہ ایسے لوگوں کے لئے کام کی تلاش میں مدد کریں جن کے پاس Job نہیں ہیں۔ صرف لڑائی جھگڑوں کو نمٹانا ہی امور عامہ کا کام نہیں بلکہ وہ ایسے بچوں اور بچیوں کی لسٹیں بنائیں جو پڑھائی نہیں کرتے۔ پھر یہ کہ جو لڑکے اور لڑکیاں شادی کے قابل ہیں ان کی لسٹیں بنائیں۔

اسی طرح حضور انور نے شعبہ تبلیغ، تربیت، اشاعت اور وقف جدید کے کاموں کا بھی جائزہ لیا اور تفصیلی ہدایات دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب وعشاء مقام جلسہ میں تشریف لے جا کر پڑھائیں اور اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۵ رجون ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ:

حضور انور ایدہ اللہ نے نماز فجر بیت النور نن سپیٹ میں صبح 4 بج کر 15 منٹ پر پڑھائی۔

بارہ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ لجنہ اماء اللہ ہالینڈ سے خطاب کے لئے جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے منظوم کلام کے بعد ایک بجے حضور انور نے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا جس میں احمدی خواتین کو ان کے حقوق وفرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ماؤں پر عائد ہوتی ہے۔ فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ فرمایا اپنے بچوں کی بھلائی اور تربیت کی خاطر خود بھی اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کریں اور اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت پر زور دیں۔ اپنی روایات کی حفاظت کرنے والی بنیں۔ اس معاشرہ کی اچھی روایات کو اپنائیں۔ خاوندوں کے گھروں کی حفاظت کریں۔ اپنی نئی نسلوں کی اٹھان ایسے نیک ماحول میں کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کے بعد ناصرات الاحمدیہ نے اردو اور بنگلہ زبان میں ترانے پیش کرتے ہوئے حضور انور کی ہالینڈ تشریف آوری پر خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر غانا کی خواتین نے بھی اپنے مخصوص انداز میں آنحضرت ﷺ پر درود وسلام کے نذرانے پیش کئے۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے نماز ظہر وعصر جلسہ گاہ میں پڑھائیں۔

شام پانچ بجے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ چلڈرن کلاس کے لئے بیت النور میں تشریف لائے۔ اس کلاس میں پورے ہالینڈ سے بچے اور بچیاں شریک ہوئیں۔ چلڈرن کلاس کے دوران ہی قرآن کریم کا دور مکمل کرنے والے بچوں اور بچیوں کی آمین کی تقریب بھی ہوئی۔

چلڈرن کلاس کے بعد حضور ایدہ اللہ اپنے دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ 15 فیملیز کے 58 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

شام سات بجے سے لے کر رات دس بجے تک مجالس عاملہ لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگز ہوئیں جن میں حضور انور نے ذیلی تنظیموں کے کاموں کا جائزہ لیا اور ان کو ہدایات سے نوازا۔ خدام الاحمدیہ کو نومبائعین کی تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ ان کو نظام جماعت میں مدغم کریں تاکہ ان کو علم ہو کہ یہ جماعت ہے۔ پوری طرح ان کو جماعت کے عقائد کا علم ہو، صرف یہ نہیں کہ وہ ایک کلب کے ممبر ہیں۔

حضور نے انصار کو اپنی تربیت کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ انصار اپنے گھروں کی نگرانی کریں اور بچوں کی تربیت کریں۔ گھروں میں بیویوں سے حسن سلوک کریں۔ میٹنگز کے بعد حضور انور تھوڑی دیر کے لئے اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے اور پھر سوا دس بجے جلسہ گاہ میں نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۶ رجون ۲۰۰۴ء بروز اتوار:

حضور انور ایدہ اللہ نے نماز فجر بیت النور نن سپیٹ میں صبح 4 بج کر 15 منٹ پر پڑھائی۔

آج ہالینڈ کے جلسے کا آخری دن تھا۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ 12-30 بجے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے اختتامی خطاب کا آغاز فرمایا اور قرآن کریم کی آیت ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ کی روشنی میں فرمایا کہ اس آیت میں بیویوں اور اولادوں کی طرف سے جس آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذکر ہے وہ تبھی پہنچ سکتی ہے جب ہمیں یہ تسلی ہو جائے کہ ہم ایسے گھرانوں کے سربراہ ہوں جن کے بیوی بچے تقویٰ پر قدم مارنے والے ہیں۔ تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہیں اور حقیقت میں عبادالرحمٰن ہیں۔

فرمایا: امام بننے کی یہ دعا ہم پر اہم ذمہ داری ڈالتی ہے۔ اگر ہم نے اپنی بیویوں کی طرف سے سکون حاصل کرنا ہے، اگر اپنے بچوں کو نیکی کی راہ پر چلتے ہوئے دیکھنا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری اولادیں ہمارے لئے نیک نامی کا باعث بنیں تو ہمیں خود تقویٰ پر قدم مارنا ہوگا۔ رحمٰن خدا کا بندہ بننا ہوگا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ شیطان کے ہر حملے سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے بچنا ہوگا۔ اپنے وقت اور اپنی خواہشات کی قربانی دینی ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: گھر کی اکائی سے لے کر خلافت کے ادارے تک اگر ہر ایک شخص اس کوشش میں مصروف ہوگا کہ اپنے میں تقویٰ پیدا کرے اور اپنے گھر کے افراد میں بھی تقویٰ پیدا کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والوں اور عبادالرحمٰن کی ایک لڑی بنتی چلی جائے گی۔

حضور انور نے فرمایا: کانوں کا تقویٰ اختیار کریں بے ہودگیوں کے سننے سے اپنے کانوں کو بچائیں۔ جہاں چغلیاں ہو رہی ہوں، غیبت ہو رہی ہو وہاں نہ بیٹھیں تاکہ یہ فضول گوئیاں آپ کے کانوں تک نہ پہنچیں۔ پھر فرمایا: آنکھوں کو بھی بدنظری سے بچائیں، عہدیداران کو فرمایا کہ وہ اپنے غصہ کو دبائیں۔

حضور انور نے تقویٰ کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات پیش فرمائے اور فرمایا کہ تقویٰ کے معیار حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص اپنا محاسبہ کرتا رہے اور اپنا جائزہ لیتا رہے۔

خطاب کے بعد حضور انور ازراہ شفقت لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور ان کو الوداعی السلام علیکم کہا۔ غانا کی احمدی خواتین نے درود شریف اور کلمہ طیبہ اپنے خاص انداز میں پیش کیا۔ اس کے بعد حضور انور واپس مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر سے گونجنے لگا۔ غانا کے احمدی مردوں نے بھی حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے اپنے خاص انداز میں کلمہ طیبہ اور درود شریف کا بلند آواز میں ورد کیا اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ ایک غانین دوست نے بڑی لمبی اور بلند آواز سے اور نعرۂ تکبیر بلند کیا تو

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

حضور نے فرمایا: اس طرح نعرہ لگانا چاہئے۔ اس کے بعد بنگلہ دیش کے ایک نوجوان نے بڑی خوش الحانی سے اذان دی جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں اور پھر الوداعی سلام کے بعد اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

شام چھ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ 54 فیملیز کے 221 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دس بج کر 15 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد بیت النور میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں اور اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

ہالینڈ میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے اپنی دیگر مصروفیات کے علاوہ 658 احباب کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

۷ رجون ۲۰۰۴ء بروز سوموار:

حضور انور ایدہ اللہ نے نماز فجر بیت النور نن سپیٹ میں صبح 4 بج کر 15 منٹ پر پڑھائی۔

آج لندن کے لئے روانگی کا پروگرام تھا۔ احباب جماعت حضور انور ایدہ اللہ کو الوداع کہنے کے لئے مشن کے باہر کی سڑک پر قطاروں میں کھڑے تھے۔ خواتین بھی کثیر تعداد میں موجود تھیں۔ جب حضور انور ایدہ اللہ اپنی قیامگاہ سے باہر تشریف لائے تو امیر صاحب ہالینڈ نے آگے بڑھ کر شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ کچھ دیر کے لئے امیر صاحب سے گفتگو فرماتے رہے اور انہیں نن سپیٹ مشن ہاؤس کی عمارتوں کی Renovation وغیرہ کے متعلق ہدایات دیں۔ اس کے بعد حضور انور لجنہ اماء اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو الوداعی سلام کہا۔ اس کے بعد سڑک پر کھڑے احباب جماعت کو ہاتھ ہلا کر الوداعی سلام کہا اور پھر دعا کے بعد تقریباً گیارہ بجے قافلہ فرانس کی پورٹ کے لئے روانہ ہوا۔ امیر صاحب ہالینڈ اور مجلس عاملہ کے بعض ممبران مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مبلغ سلسلہ بھی حضور انور ایدہ اللہ کو پورٹ تک چھوڑنے کے لئے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قافلہ میں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے علاوہ مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم بشیر احمد صاحب، مکرم میجر محمود احمد صاحب، مکرم ناصر احمد سعید صاحب، مکرم سجاد احمد ملک صاحب، مکرم محمود احمد خان صاحب، مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب اور خاکسار اخلاق احمد انجم کو بھی شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

راستہ میں بلجیم کے نزدیک ایک ہوٹل (Resturant) پر قافلہ رکا۔ یہاں جماعت کی طرف سے کھانے اور ریفریشمنٹ وغیرہ کا انتظام تھا۔ یہاں ہی حضور انور ایدہ اللہ نے ہوٹل سے ملحقہ پارک میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد قافلہ دوبارہ سفر پر روانہ ہوا۔

ساڑھے تین بجے کے قریب قافلہ Ca llis کی Sea Port پر پہنچا تو وہاں امیر صاحب فرانس مکرم اشفاق ربانی صاحب اپنی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جب حضور انور ایدہ اللہ اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم امیر صاحب فرانس نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور پھر فرانس سے آئے ہوئے دوسرے ممبران نائب امیر، صدر انصار اللہ وغیرہ نے باری باری مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ امیر صاحب فرانس ساتھ ساتھ ان ممبران کا تعارف کرواتے رہے ۔حضور انور نے دو بچوں کو پیار کیا اور ان کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر امیر صاحب فرانس کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے اور مختلف جماعتی کاموں کا جائزہ بھی لیا۔ پھر امیر صاحب ہالینڈ کو بعض امور کے بارہ میں ہدایات دیں۔

چار بجے کے قریب سب سے الوداعی مصافحہ ہوا۔ ہالینڈ سے تشریف لائے ہوئے احباب اور فرانس کے ممبران نے دوبارہ حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ الوداعی دعا کے بعد Ferry میں سوار ہونے کے لئے روانگی ہوئی۔ لندن وقت کے مطابق تقریباً ساڑھے چار بجے قافلہ Dover کی بندرگاہ پر پہنچا تو نائب امیر صاحب یوکے مکرم منصور شاہ صاحب اور ان کے ساتھ تشریف لائے ہوئے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا۔ اور حضور انور نے ان سب کو شرف مصافحہ بخشا۔

قریباً شام ساڑھے چھ بجے مسجد فضل لندن آمد ہوئی جہاں کثرت سے فدائیان اپنے پیارے آقا کے استقبال اور دیدار کے لئے موجود تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ کو دیکھ کر سب کے چہرے خوشی اور مسرت سے پر تھے۔ اس طرح یورپ کے تین ممالک کا یہ دورہ بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ۔

❁❁❁❁❁

تبصرہ کتب

”وہ پیشوا ہمارا ﷺ“

(عبدالباسط شاہد)

مذکورہ بالا کتاب سلسلہ کے ایک مخلص قدیمی خادم محمد سعید احمد کی قلمی کاوش ہے۔ محمد سعید احمد صاحب مختلف اہم جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ خلافت ثانیہ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت میں انہیں ایک سیلاب کے موقع پر شاندار خدمت خلق کے کارنامے انجام دینے کی توفیق ملی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی خدمت خلق کے اس کام کی بہت اچھے رنگ میں تعریف فرمائی۔ اس کتاب کے تعارف میں وہ لکھتے ہیں۔

”آنحضرت ﷺ کی سیرت، عرش کے خدا نے خود قرآن مجید میں لکھ دی ہے۔ کچھ لوگوں نے سیرۃ النبیؐ از روئے قرآن لکھنے کی کوشش کی ہے۔ بہت مشکل کام تھا۔ چند موتی انہوں نے اکٹھے کئے جو کئی سو صفحات پر پھیلے تھے۔ ان کی سعی کا ماحصل بہت منور اور تابدار تھا مگر کل کا ایک بہت چھوٹا سا جزو۔ وہ پیشوا ہمارا بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ عشق رسولؐ میں ایک خواب دیکھنے کی کوشش ہے۔ اس تمنا اور دعا کے ساتھ کہ یہ عمل اس گناہ گار کو شفاعت کا مستحق بنادے اور میری بخشش ہو جائے۔ آمین

کتاب زیر نظر ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ایک مختصر اور چھوٹی سی کتاب ہے مگر اس کے ہر ہر لفظ سے محبت، عقیدت و پیار کی جو خوشبو آرہی ہے وہ اس کی ضخامت سے کہیں زیادہ ہے۔ مختلف ۲۶ عنوانات پر قرآن مجید کی روشنی میں سیرت نبوی کا بیان کسی طرح بھی کافی نہیں لگتا اور یہی اس کتاب کی خوبی بھی ہے۔ کہ پڑھنے والا عشق و محبت کی اس لافانی داستان میں کھو کر ابھی اور پڑھنے کا آرزومند اور متمنّی ہو گویا پیاس باقی ہو اور پانی ختم ہو جائے۔

مصنف نے خرابیٔ صحت کی بناء پر کام مکمل نہ کر سکنے کا ذکر کیا ہے مگر یہ کام تو اس عظمت اور وسعت کا ہے کہ اس کی تکمیل ممکن ہی نہیں ہے۔ صرف ”رحمۃ للعالمین“ عنوان پر لکھنے والا ”رحمت“ اور ”عالمین“ میں جتنا گہرا غوطہ لگائے گا اسے کنارہ اور دور ہوتا ہوا معلوم ہوگا۔ لہذا یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ خدا تعالیٰ مصنف کو اس کام کے مکمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے البتہ یہ دعا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس مفید کام کو اور آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

محبوب خدا کی سیرت کا ہر طالب علم اس موضوع پر لکھنے والے کو اپنا محسن سمجھتا اور اس کے لئے دعا کرتا ہے۔ مگر برا ہو تعصب اور تنگ نظری کا کہ پاکستان کے ایک کثیر الاشاعت اخبار ”اوصاف“ نے جسے ”اعلیٰ صحافتی اوصاف کا علمبردار“ ہونے کا دعویٰ ہے اس کتاب کو ”قادیانیوں کی نئی سازش“ ”حضور کی شان میں گستاخی“ قرار دیتے ہوئے کتاب کے مصنف کا ”امتناع قادیانیت آرڈیننس کی دھجیاں بکھیرنے والا“ کے طور پر ذکر کیا ہے۔

(روز نامہ اوصاف۔اسلام آباد ۸/۱گست ۲۰۰۳ء)

محبوب کا ذکر کرنے والا بھی پیارا لگتا ہے کیا اعلیٰ ’صحافتی اوصاف‘ میں آنحضرت ﷺ سے محبت و عقیدت شامل نہیں ہے؟

آنحضرت ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے پر مصنف مبارکباد کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ مزید اضافوں کے ساتھ ظاہری خوبیوں سے مزیّن کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی جلد منظر عام پر آسکے۔

☆☆☆☆

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

مسلمان اپنے عمل سے خود ہی اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور الزام دوسروں کو دیتے ہیں اسکی تازہ مثال وہ خبر ہے جو آسٹریلیا کے ایک کثیر الاشاعت روزنامہ میں شائع ہوئی ہے:

”(ترجمہ) پاکستان کے روزنامہ جنگ کے مطابق ہر دوسری پاکستانی عورت کسی نہ کسی قسم کے ظلم و تشدّد کا نشانہ بنتی ہے۔ ہزاروں عورتیں ہر سال عزت کے نام پر قتل کی جاتی ہے۔ گذشتہ پانچ سالوں کے دوران صرف پنجاب میں ۹۶۷۹ عورتیں قتل ہوئیں ۔ان میں سے ۱۶۳۸ عورتیں تو ان کے گھر والوں نے ہی انتقام اور گھریلو جھگڑوں کی بناء پر قتل کر دیں ۔ ۴۶۶۲ عورتیں اس لئے ماری گئیں کہ وہ بے چاری جہیز تھوڑا لائی تھیں یا اسلئے کہ انہوں نے ورثہ کی جائیداد میں سے اپنا حصہ طلب کیا تھا۔ مقتولین میں سے ۳۳۷۹ عورتوں کو یا تو آگ سے جلا کر مارا گیا یا تیزاب پھینک کر۔

ایک دوسرے پاکستانی روزنامہ ”خبریں“ میں شائع شدہ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ایک جاگیردارانہ رسم جاری ہے جسکو ’کاروکاری‘ کہتے ہیں ۔وہ یہ ہے کہ جن عورتوں کے بارہ میں خیال کیا جاتا ہے کہ انہوں نے خاندان کی بیعزّتی کی ہے انہیں باقاعدہ ایک رسمی تقریب کے طور پر قتل کیا جاتا ہے اور مارنے کے بعد ان کی لاشوں کو غیر رشتہ دار مردوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو انہیں کہیں دور لے جا کر بغیر کوئی مذہبی رسم ادا کئے زمین میں دبا آتے ہیں۔

مذکورہ بالا صورت حال پر ہندوستان کے اخبار پاؤنیر کے ایڈیٹر ساجد عبید نے سخت غصہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے: ’یہ ہے وہ پاکستان جس کے بارہ میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا جو دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں عورتوں کا زیادہ خیال رکھتا ہے اور قابل توجہ قرار دیتا ہے۔ یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ باوجود مسلمان ہونے کے پاکستان کے حکّام اور عوام اسلام کے بنیادی اصول صداقت اور انصاف کے معاملہ میں ناکام ہو گئے ہیں۔“

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ مورخہ ۲۹ اپریل ۲۰۰۴)

❁❁❁❁❁

جلسہ سالانہ ۔ U.K

امسال جلسہ سالانہ۔ یوکے انشاءاللہ ۳۰، ۳۱رجولائی اور یکم اگست ۲۰۰۴ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مزید معلومات کے لئے درج ذیل ٹیلیفون نمبرز پر رابطہ فرمائیں:

Tel: (44) (0) 20 8687 7813 + (44) (0) 20 8687 7814

Fax: (44) (0) 20 8687 7880

(افسر جلسہ سالانہ)

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے بیسویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

بکسٹال اور نمائش کا انعقاد۔ وزیر اعظم آسٹریلیا اور دیگر رہنماؤں کے جلسہ سالانہ کے لئے پیغامات

آسٹریلیا کے طول و عرض سے 824 افراد کی شرکت۔

(رپورٹ :. ثاقب محمود عاطف۔ سیکریٹری اشاعت آسٹریلیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کا ۲۰واں جلسہ سالانہ مورخہ ۹ تا ۱۱ اپریل ۲۰۰۴ء مسجد بیت الھدیٰ میں منعقد ہوا۔ آسٹریلیا بھر سے 824 افراد نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ اس سال کے جلسہ سالانہ کی اہم بات یہ تھی کہ محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن بطورِ خاص سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس جلسہ میں شامل ہوئے۔

حسبِ سابق اِمسال بھی جلسہ سالانہ کی تیاریاں کافی پہلے سے شروع کردی گئی تھیں۔ جس میں احباب جماعت نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جلسہ سالانہ کے لیے مسجد بیت الھدیٰ کے دونوں ہال استعمال کے گئے۔ نیچے والا ہال لجنہ کے لئے جبکہ بالائی ہال مرد حضرات کے لیے استعمال کیا گیا۔ جلسہ گاہ کے اسٹیج کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ مسجد کے احاطہ کو بھی رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ جلسہ کے موقع پر شعبہ اشاعت کی طرف سے ایک بُک اسٹال کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ جبکہ لجنہ نے ایک نمائش منعقد کی۔

۹/اپریل صبح دس بجے محترم امیر صاحب آسٹریلیا نے محترم محمد سرور شاہ صاحب افسر جلسہ سالانہ کے ہمراہ جلسہ سالانہ کی تیاریوں کا جائزہ لیا اور ہر شعبہ کے ناظمین اور معاونین سے انتظامات کے متعلق معلومات لیں اور ضروری ہدایات دیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر باجماعت نمازِ تہجد، درسِ قرآن اور پنجگانہ نمازیں باجماعت ادا کی جاتی رہیں۔

افتتاحی اجلاس

جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب آسٹریلیا نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا جس میں آپ نے محترم امام صاحب کا جماعت سے تعارف کروایا۔ محترم امیر صاحب نے اپنے ایڈریس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہٗ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دورِ خلافت اور اس سے وابستہ عظیم الشان ترقیات کا بھی ذکر فرمایا۔

نظم کے بعد محترم امام صاحب افتتاحی خطاب کے لیے تشریف لائے۔ محترم امام صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یادوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہٗ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی عنایات ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ حضورؒ کی عظیم الشان خدمات ہمیشہ احمدیت کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جائیں گی، نہ صرف احمدیت کی تاریخ میں بلکہ تاریخ عالم میں ایک عظیم انسان کے طور پر ان کو یاد رکھا جائے گا۔ جب محترم امام صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہٗ اللہ تعالیٰ کی پیاری یادوں کا تذکرہ شروع کیا تو احباب جماعت نے نہایت محویت اور عقیدت سے اپنے پیارے آقا کی یادوں کو سنا۔ یادوں کے اس دلگداز سفر میں متعدد بار احباب کی آنکھیں اشکبار ہوئیں اور کبھی اس پیارے وجود کی کسی حسین اور میٹھی یاد پر بے ساختہ غمگین چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

افتتاحی اجلاس کی آخری تقریر ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر مکرم پروفیسر منیر احمد رشید صاحب نے پیش کی۔

شام پانچ بجے محترم امیر صاحب آسٹریلیا کی صدارت میں احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن کے انتخابات ہوئے۔ یاد رہے کہ آسٹریلیا میں پہلی دفعہ ''احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن'' قائم ہوئی ہے۔ محترم امیر صاحب نے ڈاکٹروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ڈاکٹروں نے خصوصاً افریقہ اور برصغیر پاک و ہند میں دکھی انسانیت کی بہت خدمت کی ہے۔ آسٹریلیا میں احمدی ڈاکٹروں کو ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو خدمت کے لیے پیش کرنا چاہئے۔ محترم امیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ آپؑ نے کس طرح ۱۸۹۷ء میں جب پنجاب میں طاعون پھیلی اپنے دستِ مبارک سے دوائی تیار کی جس کا نام ''تریاق الٰہی'' رکھا اور مفت مریضوں میں تقسیم فرمائی۔

شام ساڑھے پانچ بجے مجلسِ شوریٰ کا اجلاس محترم امیر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس نمازِ مغرب وعشا اور کھانے کے وقفہ کے بعد جاری رہا۔

دوسرا اجلاس

مورخہ ۱۰/ پریل صبح دس بجے دوسرا اجلاس محترم عطاء المجیب صاحب راشد کی صدارت میں شروع ہوا۔ جلسہ کا یہ سیشن خصوصی طور پر غیر از جماعت دوستوں کے لیے رکھا گیا تھا اس اجلاس میں شرکت کے لئے 31 غیر از جماعت احباب تشریف لائے۔ اجلاس کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم شیخ محمد شفیق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کا پاکیزہ کلام ''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال'' پیش کیا اس کے بعد مکرم جاوید احمدی صاحب نے مختلف راہنماؤں کے پیغامات پڑھ کر سنائے جو انہوں نے جلسہ سالانہ کے انعقاد پر بھیجے تھے۔ سب سے پہلے وزیر اعظم آسٹریلیا مسٹر جان ہاورڈ (HON. JOHN HOWARD) کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے جلسہ کے انعقاد پر مسرت کا اظہار کیا۔ وزیر اعظم نے مزید کہا کہ

"Occasions such as these provide an opportunity for the Ahmadiyya community to come together to promote peace and harmony through Religious, Cultural and Social Events... I send my best wishes to Ahmadiyya Muslim Association Australia and all those attending this year,s convention.

(John Howard, Prim Mister)

اس کے بعد نیو ساؤتھ ویلز کے پریمئر آنریبل باب کار (HON. BOB CARR- PREMIER NEW SOUTH WALES) کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ جناب باب کار نے اپنے پیغام میں جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کو خوش آمدید کہا اور یہ بھی لکھا کہ:

IT is encouranging to see the commitment of organisations such as Ahmadiyya Muslim Association Australia in promoting community harmony.......One of the key session of Jalsa Salana will be focussing on promoting world peace and harmony."

(Bob Carr Premier New South Wales)

اس کے بعد منسٹر فار سٹیزنشپ اینڈ ملٹی کلچرل افیئرز' گیری ہارڈ گریو' Hon. Gary Hardgrave کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا انہوں نے اپنے پیغام میں کہا:

" The Ahmadiyya Muslim Association is well known for its devotion to faith and charity, the exercise of humility in all walks of life and in expounding the message of Islam as a religion of peace and harmony"

اس کے علاوہ اور کئی اور ممبرز پارلیمنٹ، وزراء اور سپیکر پارلیمنٹ کے پیغامات بھی موصول ہوئے۔ جس میں انہوں نے جماعت کی خدمات کو سراہا۔ اس کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم خلیل شیخ صاحب نے "JAMA'AT AHMADIYYA- A GLOBAL COMMUNITY" کے عنوان پر کی۔ جبکہ مکرم ریاض اکبر صاحب نے "HUMAN RIGHTS IN ISLAM" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم چوہدری خالد سیف اللہ صاحب نے "ISLAMIC VIEW ON TERRORISM" کے موضوع پر کی۔ اس تقریر کے بعد کچھ معزز مہمانوں نے بھی جلسہ سے خطاب کیا سب سے پہلے MR.GRAEME LYALL-CHAIRMAN BUDDIST COUNCIL OF NSW نے احباب سے خطاب کیا اس کے بعد ایک اور معزز خاتون مہمان۔۔۔۔ MS MARGERET PIPER DIRECTOR REFUGEE COUNCIL OF AUSTRALIA نے حاضرین سے خطاب کیا۔ اس کے بعد ایک اور معزز مہمان پروفیسر جوگندرا سنگھ نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔ اس کے بعد محترم امام صاحب نے ایک دفعہ پھر سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا آپ نے اپنے مختصر خطاب میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا مختصر خاکہ بیان فرمایا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے اس الہام کا بھی ذکر فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام الزماں علیہ اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔'' محترم امام صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے کہ باوجود شدید مخالفت کے جماعت دن بدن ترقی کی راہوں پر رواں دواں ہے۔ آپ نے فرمایا کی جماعت احمدیہ خالصاً ایک مذہبی جماعت ہے جس کا سیاست سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جماعت احمدیہ کو نہ تو کوئی حکومت یا ملک مالی امداد فراہم کرتا ہے اور نہ ہی جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی سے مالی امداد کی خواہش مند ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اپنے مخلص افراد ہی مالی قربانی کے بے مثال نمونے دکھاتے ہیں اور یہ ایک معجزہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا اس بات پر بھی کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تین صدیوں کے اندر اندر اسلام احمدیت کا پیغام پوری دنیا قبول کر لے گی۔ اور دنیا اسلام کے جھنڈے تلے اکٹھی ہو جائے گی۔ دوسری بات آپ نے جو فرمائی یہ تھی کہ میڈیا نے اسلام کی سچی تعلیم کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ حالانکہ اسلام ایک نہایت امن پسند مذہب ہے۔ آپ نے ان چند انتہا پسند لوگوں کا ذکر بھی فرمایا جو اسلام کے نام پر دھشت گردی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور میڈیا فوراً اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہیں۔ میڈیا کو اس بات کی اجازت نہیں ملنی چاہئے کہ وہ اسلام کے حسین چہرے کو اس طرح مجروح کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس یہاں قرآن کریم کا نسخہ پڑا ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہی دراصل اسلام ہے نہ کہ اسلام وہ ہے جو کہ چند انتہا

jlebe travels

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

پسندوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ اسلام وہ ہے جس کی تعلیم اور جس پر عمل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔محترم امام صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ میں سے کوئی اسلام کے بارے میں جاننا چاہتا ہے تو اس کو قرآن کریم کی خالص اور اصل تعلیمات کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اس کریمانہ اور پاک نمونہ کا بھی مطالعہ کرنا چاہئے جو بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ مبارک سے دکھایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر امن کا چمپئن کوئی اور نہیں۔محترم امام صاحب کے ان ریمارکس کے بعد نمازِ ظہر وعصر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

تیسرا اجلاس

تیسرے اجلاس کی صدارت چوہدری خالد سیف اللہ صاحب نے کی، اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔مکرم سیدّ فواض احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا منظوم کلام پیش کیا۔نظم کے بعد مکرم موسیٰ بن مصران صاحب نے TABLEEGH-PERSONAL EXPERIENCES" کے موضوع پر تقریر کی۔مکرم موسیٰ بن مصران صاحب آجکل SOLOMON ISLAND میں بطور مبلغ فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہاں باقاعدہ جماعت رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔اور جماعت کا مشن ہاوس بھی وہاں پر قائم ہے۔اس کے بعد مکرم ڈاکٹر رانا منور احمد صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعد تقسیم ایوارڈز کی تقریب ہوئی محترم امام صاحب نے تعلیمی اور کھیل کے میدان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو ایوارڈز تقسیم کیے۔اس کے بعد سوال و جواب کی مجلس شروع ہوئی جس میں احباب کے مختلف سولات کے جوابات دیے گئے۔جبکہ لجنہ کے اجلاس کی تفصیل کچھ یوں ہے،مکرمہ سدرہ شرما صاحبہ نے تلاوت قرآنِ کریم پیش کی۔جبکہ مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ نے نظم پیش کی۔نظم کے بعد محترمہ امۃ الملک نجم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔آپ نے اپنے خطاب میں خواتینِ مبارکہ کے ان کارناموں کا ذکر فرمایا جوانھوں نے لجنہ اماءاللہ کی ترقی اور تعلیم وتربیت کے لیے سرانجام دیے۔محترمہ صدر صاحبہ کی تقریر کے بعد مکرمہ مبارکہ جنود صاحبہ نے ''اک مردِ خدا'' کے عنوان پر تقریر کی جس کا انگلش ترجمہ مکرمہ مریم جنود صاحبہ نے پیش کیا۔اس کے بعد میلبورن کی ناصرات نے ''ترانۂ ناصرات'' پیش کیا۔اس کے بعد مکرمہ ہیلن موسیٰ صاحبہ (Mrs HELEN MUSA) نے (ISLAMIC MARRIAGE SYSTEM) کے موضوع پر تقریر کی اس کے بعد سڈنی جماعت کی ناصرات نے ترانہ پیش کیا۔مکرمہ ظلِ ہما صاحبہ نے THE FULFILMENT OF QURANIC PROPHECIES IN THE LATTER DAYS" کے موضوع پر تقریر کی۔ایڈیلیڈ کی ناصرات نے ترانہ پیش کیا جس کے بعد ایوارڈ کی تقریب منعقد ہوئی برزبن کی ناصرات کی نظم اور اس کے بعد صدر لجنہ اماءاللہ کی دعا کے ساتھ یہ اجلاس ختم ہوا۔

اختتامی اجلاس

مورخہ ۱۱؍اپریل صبح دس بجے جلسہ سالانہ کا آخری اجلاس محترم مولانا محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی صدارت میں منعقد ہوا۔اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔نظم کے بعد محترم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب مربی سلسلہ نے ''خلافتِ احمدیہ کی برکات'' کے موضوع پر تقریر کی۔جبکہ مولانا مسعود احمد صاحب شاہد نے ''اسلام کی معاشرتی زندگی'' کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعد مکرم رحیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کا منظوم فارسی کلام پیش کیا۔اس کے بعد محترم مولانا محمود احمد صاحب شاہد جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے احباب سے مختصر خطاب فرمایا۔آپ نے اپنے خطاب میں احباب کو چند نصائح سے نواز اور نظام جماعت سے مکمل طور پر وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی۔اس کے بعد محترم عطاء المجیب صاحب راشد نے اپنے خطاب میں احباب کو خلافتِ احمدیہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ سب کو خلیفہ وقت سے نہایت قریبی تعلق رکھنا بہت ضروری ہے۔اگر ممکن ہو تو خلیفہء وقت کی زیارت وملاقات کیلئے حاضر ہوں۔آپ نے فرمایا کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ خلیفہء وقت کو اپنی ہر نماز میں ہر دعا میں یاد رکھیں۔آپ نے فرمایا کہ خلافت سے تعلق مضبوط رکھنے کیلئے نظام جماعت کے ساتھ وابستہ رہنا بھی بہت ضروری ہے۔لہذا نظام جماعت کی اطاعت بھی نہایت ضروری ہے۔اسی طرح امیر کی اطاعت بھی نہایت ضروری ہے۔آپ نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ امیر تم سے محبت کرے (یعنی لوگوں سے) اور تم اس سے محبت کرو۔وہ تمہارے لیے دعا کرے اور تم اس کے لیے دعا کرو۔آپ نے فرمایا کہ نظام خلافت اور برکات خلافت کا ذکر کرتے ہوئے امام صاحب نے بتایا کہ کس طرح خلافت خامسہ کے بابرکت آغاز پر اللہ تعالیٰ نے جماعت کے دل نئے منتخب شدہ خلیفہ کی طرف پھیرے ہیں کہ جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ احباب بیٹھ جائیں تو اطاعتِ امام کا نہایت دلکش نظارہ دیکھنے میں آیا جس کی مثال آج سے چودہ سو سال پہلے صرف صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگیوں میں ملتی ہے۔آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں خدا تعالیٰ جماعت کو ان گنِت عظیم الشان فتوحات عطا فرمائے گا۔جس طرح اس نے پہلے خلفاء کی تائید ونصرت فرمائی تھی اور جماعت کو ہر آنے والے دن میں ہر جانے والے دن سے زیادہ ترقیات عطا فرمائیں۔آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی حیاتِ مبارکہ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح خلافت کے منکروں نے کہا کہ اب یہ جماعت گئی کہ گئی ایک نوجوان کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور آ گئی ہے۔لیکن خدا تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان ترقیات نصیب کیں کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔اس ۲۵ سالہ نوجوان نے جماعت کا تنظیمی ڈھانچہ ایسی عظیم الشان بنیادوں پر استوار کیا کہ غیر بھی عش عش کرتے ہیں۔اور خلافتِ خامسہ کا بابرکت دور بھی ایک سنہری دور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی تائید ونصرت ظاہر فرماتا چلا جائے گا۔محترم امام صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس عظیم دور میں پیدا کیا ہے اور یہ عظیم بشارتیں ہمیں دکھائیں اور ہمارے ایمانوں میں اضافہ کیا ہے۔تو اس کے ساتھ ذمہ داریاں ہیں جو ہم میں سے ہر شخص نے ادا کرنی ہیں۔ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر حکم اور ہر ہدایت پر دل وجان سے عمل کرنے والا ہو اور ہمیں وہ بن جانا چاہیے جو حضرت مسیح موعودؑ ایک احمدی کو بنانا چاہتے تھے۔حضرت مسیح موعودؑ نے جب جماعت کی بنیاد رکھی تو اس کا مقصد صرف لوگوں کا ایک گروہ اکٹھا کرنا نہیں تھا۔بلکہ آپ نے ایک متقی جماعت کی بنیاد رکھی تھی۔پھر آپ نے حضرت مسیح موعود کی مقدس تحریرات سے اقتباس پیش کیے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر احسن طریق میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔محترم امام صاحب نے دعا کروائی اور جلسہ بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔(الحمدللہ)

خودمحنت کرنی چاہئے اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ فلاں آدمی کے پاس ہماری سفارش کردو۔مَیں سفارش کو ایسا برا سمجھتا ہوں گویا یہ موت ہے۔مگر پھر بھی اس خیال سے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ ہمارا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا تو کر دیتا ہوں مگر اسے نہایت ناپسند کرتا ہوں۔ایسے لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سے روپیہ تو نہ مانگا جائے لیکن چیز مانگ لی جائے۔کوئی شخص یہ تو نہیں کہتا کہ فلاں سے مجھے دس روپے لے دو لیکن یہ کہہ دیتے ہیں کہ کام کرادو حالانکہ یہ بھی سوال ہی ہے۔

پس خود محنت کرنی چاہئے اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے۔ہاں اگر کسی سے خود کوئی سلوک کیا ہو تو پھر اس سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔لیکن جس سے کوئی تعلق نہ ہو، باہمی لین دین نہ ہو، اسے خواہ مخواہ تکلیف دینا فضول ہے۔مومن کو متوکل ہونا چاہئے۔اعمال میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور دوسرے کا دست نگر نہیں بننا چاہئے۔اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ اپنے فضل سے سامان پیدا کر دے''۔

(خطبات محمود جلد ۱۲ صفحہ ۳۳۴)

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹؍دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا: ''......اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے''۔

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS & COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم عبدالعزیز بھامبڑی صاحب

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا ستمبر و اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم راضیہ سرفراز خان صاحبہ اپنے والد محترم عبدالعزیز بھامبڑی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ ۱۹۱۸ء میں ضلع گورداسپور کے گاؤں بھامبڑ میں پیدا ہوئے۔ اپنی ساری برادری میں آپ کے والد محترم چودھری عبدالکریم صاحب ہی احمدی تھے۔

محترم بھامبڑی صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں مکمل کی اور مولوی فاضل کے بعد ۱۹۳۷ء میں رضاکارانہ طور پر جماعتی خدمات میں مشغول ہوگئے۔ ۱۹۳۹ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو نظارت امور عامہ میں انچارج کار خاص مقرر فرمادیا۔ اس کے بعد آپ کے دفتر آنے جانے کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ آپ دن رات اپنے کام میں مصروف رہتے۔ اپنے ذاتی معاملات کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ ایک بار آپ کی ایک بیٹی سخت بیمار تھی کہ بچنے کی امید نہ تھی۔ حضورؓ کے ارشاد پر آپ کو کسی کام کے سلسلہ میں فوری طور پر باہر جانا پڑا۔ آپ اپنے ایک دیرینہ ڈاکٹر دوست کو حقیقت حال بتاکر سفر پر روانہ ہوگئے۔ جب واپس آئے تو معلوم ہوا کہ وہ ڈاکٹر اپنی مصروفیات کے باعث بچی کو دیکھنے نہیں آسکے لیکن اللہ تعالیٰ نے بغیر دوائی کے بچی کو شفا دیدی۔

خلافت سے آپ کو ایک عشق تھا اور خلفاء کرام نے بھی آپ کو بہت محبت سے نوازا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار کسی سے فرمایا: "عبدالعزیز کبھی سلسلہ سے غداری نہیں کرے گا"۔

۱۹۷۹ء میں آپ ریٹائرڈ ہوئے اور حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: واپس اُسی کرسی پر چلے جاؤ۔ چنانچہ پھر قریباً ساری بقیہ زندگی آپ اسی جگہ خدمت دین میں مصروف رہے۔ ۱۹۹۳ء میں کینیڈا آگئے تو یہاں بھی خدمت خلق جاری رکھی۔

حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ جب ۱۹۹۸ء میں کینیڈا تشریف لائے تو آپ بھی اُس وقت کینیڈا میں میرے ہاں مقیم تھے۔ کسی وجہ سے آپ باقاعدہ ملاقات کیلئے حضورؒ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے۔ حضورؒ کو علم ہوا تو حضورؒ نے ازراہ شفقت ہمارے گھر تشریف لاکر آپ کو ملاقات کا شرف بخشا۔

آپ بہت ایثار اور وفا کے ساتھ قربانی کرنے والے تھے۔ آپ کو تین مرتبہ ۱۹۴۷ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں جنہیں آپ نے صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنی بیٹی فیضیہ مہدی صاحبہ کی جوان سال موت کا صدمہ بھی اٹھایا۔

آپ صابر ہونے کے ساتھ ساتھ شاکر بھی بہت تھے۔ بعض اوقات پانی کا ایک گلاس پینے کے دوران بھی رُک رُک کر بے شمار دفعہ الحمدللہ کہتے اور اپنے بچوں کو بھی شکرگزار بننے کی تلقین کرتے۔ بہت قناعت پسند تھے، کبھی جماعت سے اپنی ذات کے لئے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ آپ کی شخصیت نہایت رعب دار تھی لیکن دل نرم اور صاف تھا۔ بہت دعاگو تھے اور صاحب رؤیا تھے۔ اکثر دعا کے بعد آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات ویسے ہی پوری ہوجاتی۔ ہمیشہ صحیح مشورہ دیتے خواہ وہ کسی کو پسند آئے یا ناپسند ہو۔ رات کو بھی کسی بچہ کی رونے کی آواز آتی تو جاکر پوچھتے اور تسلّی دیتے۔ اپنے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی پڑھائی یا علاج کی غرض سے ربوہ آتا تو اُس کی بہت بشاشت سے خدمت کرتے۔ خدمت کرنے کے بعد اُس کی تشہیر ناپسند تھی۔

خوش الحان تھے۔ صبح ہماری آنکھ آپ کی تلاوت قرآن کی آواز کے ساتھ کھلتی۔ ادبی ذوق بھی تھا۔ گھنٹوں مطالعہ میں صرف کرتے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ پر عبور حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حافظہ بھی خوب دیا تھا۔

۲۱و۲۲/اپریل ۲۰۰۰ء کی درمیانی شب آپ نے کینیڈا میں وفات پائی۔ تدفین ربوہ میں ہوئی اور حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے ازراہ شفقت نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

……❁……❁……❁……

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

چاک داماں سیے نہیں ہوتے
اتنے احساں کیے نہیں ہوتے
ہے نظر میں سدا وہ مست نظر
ہم کبھی بے پیے نہیں ہوتے
کتنی سیدھی ہے راہ صدق و وفا
صدق میں زاویے نہیں ہوتے

آسٹریلیا کے پہلے احمدی حضرت حسن موسیٰ خان صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم جنوری ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت ایک مختصر تاریخی مضمون میں مکرم خالد سیف اللہ صاحب رقمطراز ہیں کہ حضرت حسن موسیٰ خان صاحب آسٹریلیا کے پہلے احمدی ہیں۔ آپ افغان نژاد ترین قبیلہ کے فرد تھے۔ ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۶۲ء میں اونٹوں کے قافلے لے کر آسٹریلیا آئے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت محمد ابراہیم خان صاحبؓ تھے اور غالباً اُنہی کی تبلیغ کے نتیجہ میں آپ نے بھی ۱۹۰۳ء میں بذریعہ خط حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت پائی لیکن ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوسکا۔ ۱۹۱۲ء میں آپ قادیان آئے اور وہاں رمضان گزارا۔ بعد میں اگرچہ آپ اپنے عزیزوں کے پاس سندھ میں رہائش پذیر ہونا چاہتے تھے لیکن حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ کے ارشاد پر دوبارہ آسٹریلیا چلے آئے۔ آپ کی خدمات کا ذکر ریویو آف ریلیجنز میں بھی شائع ہوا ہے۔ آپ نے آسٹریلیا کے اخبارات میں حضرت مسیح موعودؑ کی ترکی کے بارہ میں پیشگوئی بھی شائع کروائی تھی جس میں ترکی کے غلبہ پانے کے بعد مغلوب ہونے کا ذکر تھا۔

حضرت حسن موسیٰ خان صاحب ۸/جون ۱۹۳۹ء کو ۹۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ کی قبر آسٹریلیا کے شہر پرتھ کے ایک مضافاتی قصبہ Karrakatta میں موجود ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن موسیٰ خان صاحب کی قبر کی زیارت کے لئے جب ہم مذکورہ قبرستان پہنچے تو کچھ دُور ایک اور قبر کے ساتھ خالی جگہ پر لگے ہوئے ایک کتبہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے یہ اشعار لکھے ہوئے ملے:

اے حبّ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
اک دن یہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

تیسرے مصرعہ میں قبر کی مناسبت سے کچھ تصرف کیا گیا ہے۔ اصل مصرعہ یوں ہے:

اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے

یہ اشعار ایک کتبہ پر درج ہیں جو عبداللہ صاحب کی قبر کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ عبداللہ صاحب کا تعلق کلکتہ (بنگال) سے تھا اور انہوں نے ۲۲/ستمبر ۱۹۲۱ء کو ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ کتبہ لگوانے والے کا نام عبدالعزیز لکھا ہوا ہے۔

عبداللہ صاحب کی قبر کے پاس دو مزید قبروں کی جگہ بھی خرید کر رکھی گئی ہے جو کہ خالی پڑی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں صاحبان بھی احمدی ہوں گے۔ لیکن ابھی تک مزید معلومات نہیں مل سکیں کہ وہ کون تھے اور ان کی اولادیں کہاں ہیں۔

……❁……❁……❁……

اعزازات

☆ مکرم کیپٹن ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب صدر جماعت احمدیہ ساہیوال کو انسانی حقوق کے عالمی دن ۱۰/دسمبر ۲۰۰۳ء کے موقعہ پر منعقد ہونے والی ایک تقریب میں آپ کی ۶۳ سالہ طبی خدمات اور رفاہ عامہ کے کاموں میں نمایاں حصہ لینے کے اعتراف میں خصوصی ایوارڈ دیا گیا ہے۔ ۹۰ سالہ ڈاکٹر صاحب نے دوسری جنگ عظیم میں مشرق وسطیٰ میں خدمات سرانجام دیں اور بعد ازاں اپنے علاقہ میں انجمن مہاجرین کے صدر منتخب ہوئے اور بلاتمیز مذہب وملّت مفت طبّی امداد مہیا کی۔ ۱۹۶۰ء میں آپ روٹری کلب کے صدر بھی بنے۔ آپ ۱۹۶۲ء سے جماعتی خدمات بھی بجالارہے ہیں۔

☆ مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب ریجنل امیر کولون (جرمنی) کو اُن کے تحقیقی مقالہ جات اور سائنسی تحقیق کی کاوشوں کے اعتراف میں "انڈین ایسوسی ایشن برائے ترقی وٹرنری ریسرچ" کی طرف سے بھارت کے وزیر برائے زراعت نے ۲۷/فروری ۲۰۰۴ء کو ایوارڈ سے نوازا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب آٹھ سے زائد بین الاقوامی سائنسی تنظیموں کے مستقل رکن ہیں۔

……❁……❁……❁……

طاہر ہارٹ (Heart) انسٹیٹیوٹ ربوہ

حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی خواہش تھی کہ فضل عمر ہسپتال ربوہ کو جدید ہسپتال بنایا جائے اور یہاں دل کے امراض کا علاج بھی جدید طریقہ علاج کے مطابق کیا جائے۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۴/دسمبر ۲۰۰۳ء کے مطابق فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ۲۳/نومبر ۲۰۰۳ء کو ایک نئے ونگ کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے جس کا نام حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے "طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ" تجویز فرمایا ہے۔ یہ منصوبہ چھ منزلوں پر مشتمل ہوگا جس میں ایک Basement بھی شامل ہے۔ اس میں اوپن ہارٹ سرجری، اینجیوگرافی، اینجیو پلاسٹی وغیرہ تک کی سہولت میسر ہوگی اور یہ اپنی گنجائش کے لحاظ سے پاکستان میں دل کے امراض کا چوتھا ہسپتال ہوگا۔ اس میں دو آپریشن تھیٹر، دو کیتھ لیب، تین سو افراد کے لئے آؤٹ ڈور، ایک جدید آڈیٹوریم اور ۸۰ سے زائد بستروں کی گنجائش ہوگی۔ امید ہے کہ یہ منصوبہ ۲۰۰۶ء کے اوائل میں مکمل ہوجائے گا۔

……❁……❁……❁……

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا ستمبر و اکتوبر ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے۔ یہ نظم آپ نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء کے موقع پر حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کے مزار پر حاضری کے بعد کہی تھی:

شہر ہے اِک درد کا منظر ترے جانے کے بعد
مَیں بھی آیا ہوں بچشمِ تر ترے جانے کے بعد
تُو نے کیا دیکھا ہے یوں ہوکر سرِ محفل خموش
ہم نے تو دیکھا ہے اِک محشر ترے جانے کے بعد
تُو کہ اِک تابندہ مظہر قدرتِ ثانی کا تھا
مل گیا ہے اِک نیا مظہر ترے جانے کے بعد

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 — Friday June 25, 2004 — Issue No. 26

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ ہالینڈ کی بعض جھلکیاں

نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ماؤں پر عائد ہوتی ہے۔ اپنی نئی نسلوں کی اٹھان ایسے نیک ماحول میں کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں۔

اگر بچوں کو نیکی کی راہ پر چلتے ہوئے دیکھنا ہے تو پہلے خود تقویٰ پر قدم مارنا ہوگا اور رحمان خدا کا بندہ بننا ہوگا۔

(ہالینڈ میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ سے خطابات)

جماعت اور ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز۔ چلڈرن کلاس میں شمولیت، تقریب آمین کا انعقاد، فیملی ملاقاتیں، ایک تفریحی پکنک اور دیگر مصروفیات

(رپورٹ: اخلاق احمد انجم)

یکم جون ۲۰۰۴ء بروز منگل:

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم جون ۲۰۰۴ء کو نماز فجر بیت السبوح میں پڑھائی۔

آج فرینکفورٹ سے تین گھنٹے کی مسافت پر جرمنی کے ایک مشہور ترین علاقہ بلیک فارسٹ (Schawailzwald) میں پکنک کا پروگرام تھا۔ یہ علاقہ جرمنی کے شہر ہائیڈل برگ سے شروع ہو کر فرانس اور سوئٹزرلینڈ کے سرحدی علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقہ میں گھنے جنگلات ہیں۔ درختوں کا رنگ گہرا سبزی مائل ہے۔ پورا علاقہ خوبصورت جھیلوں سے بھرا پڑا ہے۔ بعض علاقوں میں ایسا پانی بھی موجود ہے جو کہ مختلف کیمیاوی اجزاء اپنے اندر رکھتا ہے اور کئی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب سمجھا جاتا ہے۔

صبح دس بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ کا قافلہ Schawailzwald کے لئے روانہ ہوا۔ اور ساڑھے بارہ بجے ایک شہر 'بادن بادن' میں پہنچا۔ یہ ایک خوبصورت شہر ہے اور سیاح بڑی کثرت سے اس علاقہ میں آتے ہیں۔ امیر صاحب جرمنی نے حضور انور سے اس شہر کے خوبصورت مقام کی سیر کے لئے درخواست کی۔ حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور اس شہر کے بعض خوبصورت مقامات کا ایک Round کیا۔ حضور ایک آرٹ گیلری میں بھی تشریف لے گئے۔ وہاں پر ایک واٹر ٹیپ (Tap) میں ایک ایسے چشمے سے پانی آتا ہے جس کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کئی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے۔ یہ پانی گرم ہوتا ہے اور علاقہ کے لوگ اور سیاح اس پانی کو پیتے ہیں اور بوتلوں میں بھر کر گھروں میں بھی لے جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ نے بھی اس چشمہ سے پانی پیا اور حضور انور نے اس کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد ملحقہ پارک میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ حضور انور نے تھوڑی دیر کے لئے اس پارک میں قیام کیا اور علاقہ کی Movie بھی بنائی۔ بعدہ ایک پہاڑی مقام پر واقع قلعہ دیکھنے کے لئے حضور انور تشریف لے گئے اور وہاں پر تھوڑی دیر کے لئے چہل قدمی فرمائی اور تصاویر بھی لیں اور ویڈیو بھی بنائی۔

دو بجے کے قریب Hundsbach پہنچے جہاں پکنک وغیرہ کے لئے انتظامات کئے گئے تھے۔ وہاں پر جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس عاملہ کے بعض ممبران اور مبلغین کرام اور ان کی فیملیز پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا۔ وہاں پر موجود ناصرات نے ترانہ بھی پیش کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پہلے نمازیں پڑھ لیں اس کے بعد باقی پروگرام ہوں گے۔ حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد ''باربے کیو'' کے ساتھ سب کی تواضع کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بھی مبلغین کرام اور دوسرے احباب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور بڑی دیر مبلغین سے گفتگو فرماتے رہے۔ پھر مبلغین کے ساتھ اور ان کے بچوں سمیت تصاویر بھی ہوئیں۔ اور بہت سے گروپس فوٹوز بنوانے کی حضور انور نے اجازت عطا فرمائی۔ دو بچوں نے 'سیدی، مرشدی، مشفقی' والی نظم ترنم سے پڑھی۔

اس کے بعد حضور انور نے تھوڑی دیر کے لئے بیڈمنٹن کھیلا۔ حضور انور کے ساتھ مکرم زبیر خلیل خان صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی کو بیڈمنٹن کھیلنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

بیڈمنٹن کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بڑی دیر تک کرکٹ کھیلتے رہے اور خوب لطف اندوز ہوئے۔ وہاں پر موجود اکثر بچوں اور بڑوں کو بالنگ کرانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس موقع پر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی لیکن حضور انور مسلسل گراؤنڈ میں گیم سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ایک دم موسلا دھار بارش شروع ہوگئی جس پر گیسٹ ہاؤس کے ایک ہال میں سب احباب اپنے پیارے آقا کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھ گئے۔ حضور انور نے مبلغین سے فیلڈ میں پیش آنے والے ایمان افروز واقعات سنے اور انہیں ہدایات بھی دیں۔ اس طرح یہ پروگرام شام پانچ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد فرینکفورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں ایک خوبصورت جھیل کے کنارے تھوڑی دیر کے لئے رکے اور وہاں تھوڑی دیر کے لئے چہل قدمی فرمائی۔ حضور انور نے جھیل کے خوبصورت منظر کی اپنے کیمرہ سے ویڈیو بھی بنائی۔

شام ۹ بجے کے قریب فرینکفورٹ بیت السبوح میں آمد ہوئی۔ حضور انور نے نماز مغرب و عشاء پڑھائیں اور اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۲؍جون ۲۰۰۴ء بروز بدھ:

مورخہ ۲؍جون ۲۰۰۴ء کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر صبح چار بج کر ۳۰ منٹ پر بیت السبوح میں پڑھائی۔ دس بجے ہالینڈ کے لئے روانگی کا پروگرام تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ صبح ۹ بج کر ۵۵ منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور پہلے حفاظت خاص کی ڈیوٹی دینے والے نوجوانوں کو شرف مصافحہ عطا فرمایا، پھر بیت السبوح کے کمپاؤنڈ میں تشریف لائے اور وہاں پر موجود فرینکفورٹ کی لوکل مجلس عاملہ اور مختلف ڈیوٹیاں اور خدمت سرانجام دینے والے معاونین اور کارکنان کو شرف مصافحہ بخشا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیت السبوح کے احاطہ میں موجود احباب مرد و زن اور بچوں کو السلام علیکم کہا۔ یہ سب احباب حضور انور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اور اپنے آقا کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے جمع ہوئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے الوداعی دعا کروائی اور دس بج کر ۱۵ منٹ پر ہالینڈ کے لئے روانگی ہوئی۔

مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم مبلغ انچارج صاحب جرمنی اور مجلس عاملہ جرمنی کے بعض احباب بھی ہالینڈ کے بارڈر تک الوداع کہنے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ کے قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔ دو گھنٹے کی مسافت کے بعد حضور انور کا قافلہ جرمنی کی آخری حدود میں داخل ہوا۔ ہالینڈ کے بارڈر سے تھوڑی دیر پہلے ایک مقام پر ہالینڈ کے امیر صاحب اپنی عاملہ اور چند ممبران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ اپنی کار سے باہر تشریف لائے تو مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے استقبالیہ ٹیم کے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔